شمارہ: ۶ جلد: ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۳۴ اپریل 2013
Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مسلسل اشاعت کے ۱۵ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

معجزہ پیغمبر کے حاملین ص 14

سیدنا حضرت عتابؓ بن اسید اموی ص 5

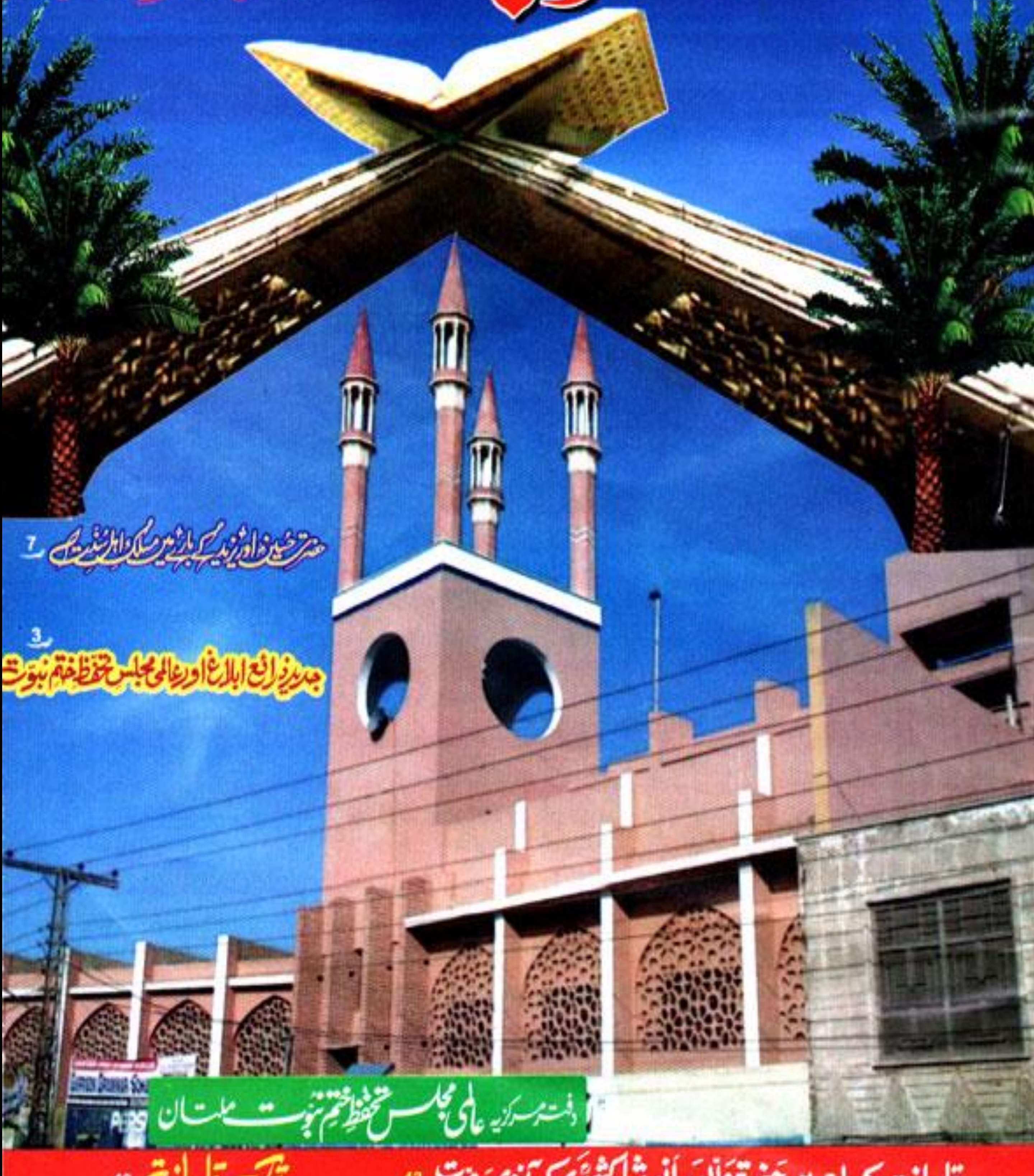

حضرت حسینؓ اور یزید کے بارے میں مسلک اہل سنت ص 7

جدید ذرائع ابلاغ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ص 3

قادیانیت کے بارہ میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی آخری وصیت ص 43

ترک قادیانیت ص 49

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۶ ○ جلد: ۱۷

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ	پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ	حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

جدید ذرائع ابلاغ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی	3

مقالات ومضامین

سیدنا حضرت عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید اموی	حافظ محمد انس	5
حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں مسلک اہل سنت	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	7
معجزہ پیغمبر کے حاملین	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ	14
متفرقات	حافظ محمد انس	21
عجیب تر	مولانا اللہ وسایا	23
خدائی فیصلہ برحق ہے	مولانا قاضی احسان احمد	25
عاشقان ختم نبوت	قاری حنیف احمد فردوسی	28
معارف خطبہ نکاح (قسط نمبر:۱)	مولانا محمد یوسف خان	30
فدائے ختم نبوت مولانا محمد یحییٰ مدنی کا وصال	مولانا اللہ وسایا	34
ایک ایک کرکے گل ہوتے جاتے ہیں یہ چراغ	مولانا سید محمد زین العابدین	36
کمال باوفا باکمال	مولانا قاضی احسان احمد	38
رفیق کمال بھی کمال کر گیا	مولانا قاضی احسان احمد	40
مولانا نور صاحب گل (المعروف مفتے ملا)	سراج الاسلام	41

رد قادیانیت

قادیانیت کے بارہ میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی آخری وصیت	ادارہ	43
احتساب قادیانیت جلد ۳۸ کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	46
ترک قادیانیت	عبدالقیوم سرگودھا	49

متفرقات

تبصرہ کتب	ادارہ	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

جدید ذرائع ابلاغ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت!

کمیٹی برائے پیغام مجلس بذریعہ انٹرنیٹ کا پہلا اہم اجلاس بروز جمعرات بعد از نماز عصر ۲۸ر فروری ۲۰۱۳ء کو مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ نے فرمائی۔ اجلاس میں حضرت مولانا مفتی خالد میر، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد راشد مدنی اور ناچیز (محمد شہاب الدین پوپلزئی) نے شرکت کی۔

اجلاس میں تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال پر غور کیا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشن کو شائستہ اور بھلے انداز سے تمام عالم میں پھیلانے کے لئے بذریعہ انٹرنیٹ کیا تگ ودو کرنی چاہیے جس پر ناچیز نے اس سلسلہ میں کمیٹی کو آگاہ کیا کہ سابقہ امیر مرکزیہ قدوۃ العلماء والصلحاء خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ کے دور مسعود میں حضرت کے فیضان وشفقت کے زیر سایہ بذریعہ ویب سائٹ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پیغام جاری کر دیا گیا تھا۔

www.khatm-e-nubuwwat.com جس پر مجلس کے پیغام کے علاوہ چیدہ چیدہ بنیادی کتب، پمفلٹ، خط وکتابت کورس، بذریعہ ڈاک، ای میل، فون، رابطے کی سہولتوں کے علاوہ ماہنامہ لولاک (ہر ماہ) ہفت روزہ ختم نبوت (ہر ہفتے) ہر صارف کو مفت پڑھنے اور اپنے کمپیوٹر میں مفت محفوظ کرنے کی سہولت دی گئی۔

الف...... پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امیر مرکزیہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں رنگ لائیں اور ماہنامہ لولاک کے لئے علیحدہ ویب سائٹ بنادی گئی جو کہ www.laulak.info کے نام سے ہے اور الحمد للہ اس ویب سائٹ پر اس وقت ماہنامہ لولاک کے 16 سال اور پانچ مہینوں کا ریکارڈ بشمول تازہ شمارہ دستیاب ہے۔ جسے کوئی بھی صاحب (user) بلا معاوضہ اپنے کمپیوٹر میں ماہ بہ ماہ مفت پڑھ اور محفوظ کر سکتا ہے۔

ب...... ہفت روزہ ختم نبوت کے لئے علیحدہ www.khatm-e-nubuwwat.info کے نام سے ویب سائٹ بنادی گئی جس میں ہفت روزہ کے گذشتہ پانچ سال کا ریکارڈ اور سال رواں کا ہر شمارہ بمعہ تازہ شمارہ کے موجود ہے۔ ہر صارف user کو اپنے کمپیوٹر میں مفت پڑھنے اور محفوظ کرنے کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں بذریعہ ای میل ameer@khatm-e-nubuwwat.com پر رابطہ کرنے والوں کے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے اور ان جوابات کے لئے اکابر مجلس کی کتب سے استفادہ کر کے انہیں کے الفاظ میں جواب دیا جاتا ہے۔ تاکہ برکت بھی شامل حال رہے اور اگر کسی رابطہ کرنے والے کو قادیانی کتب سے حوالے کی ضرورت ہو تو اس کا عکسی ثبوت بھی بذریعہ ای میل مہیا کیا جاتا ہے۔ اب آئندہ کے لئے اس میں مزید

بہتری یوں لائی جاسکتی ہے کہ:

۱...... چونکہ یہ ایک حساس اور ذمہ داری کا کام ہے کہ ایک جملہ تحریر یا تقریر پلک جھپکنے میں دنیا کے ہر کونے پر پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے اس کام کی نگرانی کے لئے مستقل نگران کی ضرورت ہے۔ جو کہ حضرت نائب امیر مرکزیہ مدظلہ، یا حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب روزانہ آٹھ گھنٹے یا کم از کم چار گھنٹے مختص فرمائیں۔ اور اگر اس کام کے لئے ناچیز کو حکم دیا جائے تو اکابر کی سرپرستی میں یہ کام ہو سکتا ہے۔

۲...... اس کام کے لئے ایک مستقل جگہ کی ضرورت ہوگی جو کہ کم از کم دو کمروں، ایک باتھ روم اور کچن پر مشتمل ہو۔ کیونکہ چوبیس گھنٹے کام میں آرام کے لئے علیحدہ کمرے کی ضرورت رہے گی۔

۳...... اس جگہ انٹرنیٹ کا کنکشن، ہیوی کمپیوٹر (Server)، پرنٹر، سکینر اور دیگر ضروری لوازمات مہیا کی جائیں اور یو۔پی۔ایس، سٹیبلائزر اور جنریٹر کی سہولت بھی فراہم ہو۔

۴...... دو افراد کا انتخاب کیا جائے جو اس کام میں مہارت رکھتے ہوں اور ان کی خدمات تنخواہ پر حاصل کی جائیں جو کہ دو شفٹوں میں کام سرانجام دیں ان کے علاوہ کام کی ضرورتوں اور تیاریوں کے لئے رضا کاروں سے بھی امداد لی جائے گی۔

۵...... مرکزی دفتر سے ایک مبلغ مہیا کیا جائے جو کہ بروقت جواب اور حوالہ جات مہیا کرنے میں مہارت رکھتا ہو۔ جو کہ دونوں شفٹوں کے افراد کے ساتھ رابطے میں ہو (یعنی یہیں رہائش پذیر ہو)

۶...... ایک ملازم جگہ کی حفاظت، صفائی، چائے وغیرہ بنانے کے لئے ہو۔

تو یوں مجلس کی نمائندگی 24x7 گھنٹے دنیا کے ہر انٹرنیٹ صارف (user) کے لئے مہیا ہوگی۔ جسے آئندہ انٹرنیٹ چینل کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکے گا۔

۷...... اور یہ تجویز بھی کہ اس کام کے لئے مبلغ/20,00,000 بیس لاکھ روپے مختص کئے جائیں جو کہ مجلس کی منتظمہ کی زیر نگرانی بوقت ضرورت حسب قواعد مجلس خرچ کئے جاسکیں اور ہر وقت شوریٰ سے منظوری کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ اگر منتظمہ منظور فرمائے تو یہ کام سوچنے سے بھی بہتر انداز سے ممکن ہے۔

اور اگر فوری طور پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا تو اپنی بساط پر 3 ویب سائٹس کے ذریعے جو خدمت اللہ تبارک وتعالیٰ لے رہے ہیں۔ وہ اکابر مجلس کی سرپرستی میں اللہ کے فضل وکرم سے جاری وساری رہے گی۔ اور یہ تجویز بھی سامنے رکھی کہ بیرون ممالک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشن کو پھیلانے کے سلسلے میں مولانا مفتی خالد صاحب زید مجدہ سے درخواست کی کہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، دارالعلوم کراچی، جامعہ فاروقیہ کراچی، کے ذمہ داران سے ان مؤقر اداروں کے فضلاء کرام جو کہ بیرون ملک دین حقہ کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے ڈاک اور ای میل کے پتے اور رابطہ نمبر حاصل کریں۔ تاکہ انہیں اس کام کی طرف متوجہ کیا جاسکے اور انہیں ختم نبوت کی خدمت کیلئے مفت کتب، پمفلٹ اور حوالہ جات کی سہولت بذریعہ انٹرنیٹ مہیا کی جاسکے اور ان کی خدمت کو بذریعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک نظم میں لایا جاسکے۔ تاکہ سب کی مساعی جمیلہ سے اللہ کریم بہتر نتائج عطا فرمادے۔ آمین!

سیدنا حضرت عتابؓ بن اسید اموی!

حافظ محمد انس!

رمضان ۸ ہجری میں فتح مکہ کے چند دن بعد آپ a کو اطلاع ملی کہ بنو ہوازن دوسرے چند سرکش قبیلوں کو ملا کر مکہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ a نے صحابہؓ سے فرمایا کہ مکہ سے نکل کر ان کا مقابلہ کیا جائے تو اس کے لئے آقا a بارہ ہزار جانثاروں کے ساتھ جانے کے لئے تیاری فرمانے لگے۔ لشکر اسلام کی روانگی سے پہلے یہ ضرورت پیش آئی کہ مکہ کا کسی کو امیر مقرر کیا جائے تو اس عظیم منصب کے لئے آقا a کی نظر کرم جس خوش نصیب پر پڑی تو وہ سیدنا حضرت عتابؓ بن اسید تھے۔ باوجود اس کے کہ اس وقت معمر اصحاب رسول موجود تھے۔ لیکن آپ a نے حضرت عتابؓ کو بلوایا تو وہ بھاگ کر حضور a کے پاس آئے اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئے تو آپ a نے فرمایا عتابؓ میں مکہ سے جارہا ہوں۔ میرے بعد تم عامل ہوگے۔ یہ بات یاد رکھنا کہ میں تم کو اہل اللہ پر عامل بنا رہا ہوں۔ اس لئے کہ میرے نزدیک تم اس کام کے لئے سب سے بڑھ کر موزوں ہو۔ اگر کسی دوسرے میں یہ منصب سنبھالنے کی اہلیت تم سے بڑھ کر ہوتی تو میں یہ ذمہ داری اس کو دے دیتا۔ حضرت عتابؓ نے حضور a کے اس حکم مبارک کو ایسا خوب نبھایا کہ آقا a کے انتخاب کا حق ادا کر دیا۔ اپنے دور امارت میں، فقر و استغناء، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور حسن انتظام کی شاندار مثالیں قائم کیں۔

سیدنا حضرت عتابؓ کا شمار عظیم المرتبت صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ آپ کا تعلق قریش کی مشہور شاخ بنو امیہ سے تھا۔ اس لئے آپ کو اموی کہا جاتا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ۔ حضرت سیدنا عتاب بن اسید امویؓ فطرت سلیمہ کے مالک تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو حلم، صبر، تقویٰ اور زہد و سخا اور دانش مندی کا کثیر حصہ عطا کیا تھا۔ آپ جس وقت تک اسلام نہ لائے تھے تب بھی کفر و شرک اور بت پرستی سے دور رہتے تھے۔ بت پرستی سے آپ کو انتہا درجے کی نفرت تھی۔

مستدرک حاکم کی ایک روایت ہے کہ ایک دن حضور a نے صحابہؓ کے سامنے بر سبیل تذکرہ فرمایا کہ قریش کے چار آدمی شرک سے دور ہیں۔ ۱...... عتاب بن اسیدؓ۔ ۲...... سہیل بن عمروؓ۔ ۳...... حکیم بن حزامؓ۔ ۴...... جبیر بن معطمؓ۔ خدا کی شان کریمی کا اندازہ کیجئے کہ ان چاروں کو اللہ رب العزت نے اسلام قبول کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ غزوہ حنین کے موقعہ پر حضور a نے آپ کو مکہ کا امیر مقرر فرمایا۔ بعض روایات کے مطابق کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو پہلے مکہ کا امیر مقرر فرمایا پھر حضرت عتابؓ کو۔ لیکن اس بات پر تمام اہل سیر کا اجماع ہے کہ حضرت عتابؓ بن اسید تقریباً چار پانچ سال تک مکہ کے امیر رہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ حضور a نے آپ کے لئے صرف دو درہم روزانہ کے مقرر کئے۔ ساری زندگی زہد، قناعت کے ساتھ اسی پر گزارہ کرتے رہے۔

مستدرک میں امام حاکمؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے آپ کو دو چادریں ہدیہ کیں۔ آپ نے قبول کرنے کے فوراً بعد اپنے غلام کیسان کو عطا کر دیں اور فرمایا جو پیٹ دو درہم میں نہیں بھرتا اللہ تعالیٰ اس کو کبھی آسودہ نہ کرے گا۔ پابندی شریعت میں آپ بہت ہی سخت طبیعت تھے۔ آپ فرماتے تھے اگر کسی شخص نے بغیر عذر کے جماعت ترک کردی تو میں اس کو قتل کردوں گا۔ آپ کی ان سختیوں کی وجہ سے اہل مکہ عاجز آگئے اور حضور a کو خط لکھا کہ حضرت عتابؓ بن اسید احکام الٰہی کے نفاذ میں حد اعتدال سے گزر گئے ہیں۔ تو جواب میں حضور a نے آپ کے نام خط بھیجا اور اس کے اندر اعتدال کی راہ اپنانے کا حکم فرمایا۔ پھر اس کے بعد آپ کی سختی کی شدت میں کمی آگئی۔ حضرت عتاب بن اسیدؓ کو آقا a سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ a کی ہر چھوٹی بڑی راحت پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

۱۱ ہجری میں حضور a کا جب وصال ہوا تو اس موقع پر صحابہؓ کی جو کیفیت تھی۔ اس کے بیان کرنے سے قلم عاجز ہیں۔ آپ پر بھی وہ تکلیف دہ، پریشان کن کیفیت طاری تھی۔ آپ کو جیسے ہی حضور a کے وصال کی خبر ملی تو آپ مکہ سے دور کسی گھاٹی میں چلے گئے۔ تو حضرت سہیل بن عمروؓ کو جب آپ کے حال کی اطلاع ہوئی تو آپ کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ مکہ میں چلیں اور لوگوں سے مخاطب ہوں۔ تو آپ نے فرمایا میں اپنے اندر حضور a کے وصال کے بعد قوت گویائی نہیں پاتا۔ انہوں نے فرمایا آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کی طرف سے بولوں گا۔ پھر آپ ان کے ساتھ چلے گئے۔ انہوں نے (حضرت سہیل بن عمروؓ) نے ایسا ہی خطبہ ارشاد فرمایا جیسا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ طیبہ کے اندر ارشاد فرمایا تھا۔ اس سے لوگوں کو کچھ حوصلہ ہوا اور لوگ اپنے کام کاج میں مشغول ہو گئے۔ حضور a کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی آپ کو مکہ کے امیر کے عہدہ پر قائم رکھا۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات جس دن خبر مکہ مکرمہ پہنچی تو اسی دن آپ کا وصال ہوا۔ بعض حضرات نے یہ بھی اختلاف کیا ہے کہ نہیں آپ کی وفات حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں ہوئی۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چمن کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چمن کا اجلاس قاری جنید احمد فردوسی کی زیر صدارت ہوا جس میں مولانا ثناء اللہ، مفتی جمال الدین، حافظ عبدالرشید ایوبی، مولانا محمد صادق، حاجی سید نسیم شاہ اور دیگر علماء واراکین نے شرکت کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قاری جنید احمد فردوسی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوسکتا۔ عقیدہ ختم نبوت کا دفاع کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ فتنہ قادیانیت تمام فتنوں سے بڑا فتنہ ہے۔ کیونکہ یہ اسلام کی شکل میں مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمام امت مسلمہ کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ نہ ان سے تعلق رکھیں۔ نہ ان کی مصنوعات خریدیں نہ فروخت کریں۔ کیونکہ ان کی مصنوعات کا نفع ہمارے پیارے نبی a کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔ اجلاس مفتی جمال الدین کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

حضرت حسینؓ اور یزید کے بارے میں مسلک اہل سنت!

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ!

سوال...... مسلمانوں میں واقعہ کربلا کے حوالہ سے بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ کچھ لوگ جو یزید کی خلافت کو صحیح مانتے ہیں۔ حضرت امام حسینؓ کو باغی قرار دیتے ہیں۔ جبکہ یزید کو امیر المومنین کہتے ہیں۔ ازراہ کرم یہ فرمائیے کہ حضرت امام حسینؓ کو باغی کہنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟ یزید کو امیر المومنین کہنا کہاں تک درست ہے؟

جواب...... اہل سنت کا مؤقف یہ ہے کہ حضرت امام حسینؓ حق پر تھے۔ ان کے مقابلے میں یزید حق پر نہیں تھا۔ اس لئے یزید کو امیر المومنین نہیں کہا جائے گا۔ حضرت حسینؓ کو ''باغی'' کہنے والے اہل سنت کے عقیدہ سے باغی ہیں۔ صحیح حدیث میں آنحضرت a کا ارشاد ہے کہ: ''حسنؓ وحسینؓ نوجوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔'' (ترمذی) جو لوگ حضرت امام حسینؓ کو نعوذ باللہ باغی کہتے ہیں۔ وہ کس منہ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ حضرت حسینؓ کی قیادت وسیادت میں جنت میں جائیں گے۔

کیا یزید کو پلید کہنا جائز ہے؟

سوال...... مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ ایک مشہور حدیث بسلسلہ فتح قسطنطنیہ ہے کہ جو پہلا دستہ فوج کا قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوگا۔ ان لوگوں کی مغفرت ہوگی۔ یزید بھی اس دستہ میں شریک تھا۔ اس لئے اس کی مغفرت ہوگی۔ اس صورت میں ''یزید پلید'' کہنا مناسب ہے؟ لوگ کتابوں میں یزید کو اکثر اس نام سے یاد کرتے ہیں۔ دوسرے کون جانتا ہے کہ یزید نے مرنے سے پہلے توبہ کرلی ہو؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔ جب تک اس کا یقین نہ ہو جائے کہ فلاں کی موت کفر پر ہوئی۔ اس کو کافر کہنا یا اس کو لعنت کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

جواب...... یزید کو پلید اس کے کارناموں کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ حضرت حسینؓ کی شہادت، اہل مدینہ کا قتل عام اور کعبہ شریف پر سنگ باری۔ اس کے ۳ سالہ دور کے سیاہ کارنامے ہیں۔ یہ کہنا کہ ابن زیاد نے حضرت حسینؓ کو قتل کیا۔ لہٰذا اس کی کوئی ذمہ داری یزید پر عائد نہیں ہوگی، بالکل غلط ہے۔ ابن زیاد کو حضرت حسینؓ کا مقابلہ کرنے کے لئے ہی تو کوفہ کا گورنر بنایا گیا تھا۔ جہاں تک حدیث شریف میں مغفرت کی بشارت کا تعلق ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یزید کے کارناموں کو بھی صحیح کہا جائے۔ مغفرت گنہگاروں کی ہوتی ہے۔ اس لئے مغفرت اور گناہ میں کوئی تعارض نہیں۔ ہاں! یزید کے کفر کا فتویٰ دینا اس پر مبنی ہے کہ اس کے خاتمہ کا قطعی علم ہو۔ وہ ہے نہیں۔ اس لئے کفر کا فتویٰ اس پر ہم بھی نہیں دیتے۔ گو یزید کے سیاہ کارناموں کی وجہ سے اس کو بہت سے حضرات نے مستحق لعنت قرار دیا ہے۔ مگر اس کا نام لے کر لعنت ہم بھی نہیں کرتے۔ مگر کسی پر لعنت نہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ اس کی حمایت بھی کی جائے۔ واللہ اعلم!

یزید پر لعنت بھیجنے کا کیا حکم ہے؟

سوال...... کیا یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے؟

جواب...... اہل سنت کے نزدیک یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں۔ یہ ''رافضیوں'' کا شعار ہے۔ (قصیدہ بدء الامالی) جو اہل سنت کے عقائد میں ہے۔ اس کا شعر ہے:

ولم یلعن یزیداً بعد موت سوی المکثار فی الاغراء غال

اس کی شرح میں علامہ علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ: ''یزید پر سلف میں سے کسی نے لعنت نہیں کی سوائے رافضیوں، خارجیوں اور بعض معتزلہ کے جنہوں نے فضول گوئی میں مبالغہ سے کام لیا ہے۔'' اور اس مسئلہ پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں کہ: ''فلا شك ان السکوت اسلم ۰ اس لئے اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ نہ تو یزید پر لعنت کی جائے، نہ حضرت حسینؓ کے مقابلہ میں اس کی مدح و توصیف کی جائے۔''

یزید اور مسلک اعتدال

یزید کے بارے میں اوپر جو دو سوال و جواب ذکر کئے گئے ہیں۔ ان پر ہمیں دو متضاد مکتوب موصول ہوئے۔ ذیل میں پہلے وہ دونوں مکتوب درج کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان پر تبصرہ کیا جائے گا۔

پہلا خط ...... محترمی مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ،

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ چند دن ہوئے ایک دوست نے بڑے گہرے تاسف کے ساتھ تذکرہ کیا کہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ بھی غیر ارادی اور غیر شعوری طور پر ''شیعوں'' کو خوش کرنے کے لئے عام قسم کی خلاف حقیقت باتیں کرنے لگے۔ کریدنے پر پتہ چلا کہ آپ نے کسی ہمفتگی میں ''یزید پلید'' لکھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ کوئی اور چکر ہوگا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جیسا عالم و محقق شخص ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ''یزید'' ایک جلیل القدر صحابی کا فرزند اور ہزارہا صحابہؓ کا معتمد ہے۔ اس کی ''ولی عہدی کی تجویز'' دین ملت کے دوررس اور وسیع تر مفاد کی خاطر خود اصحاب بیعت رضوان نے پیش کی۔

اس وقت موجود تمام صحابہ کرامؓ اور تقریباً نصف درجن ازواج مطہرات نے اس تجویز کو پسند فرمایا۔ چنانچہ چھٹے خلیفہ راشد امام عادل حضرت امیر معاویہؓ نے بحیثیت خلیفہ وقت اس متفقہ تجویز کا اعلان فرمایا۔ بیعت ہوئی۔ دس سال بعد جب ''یزید'' عملاً خلیفہ بنا تو اسی طے شدہ پالیسی کے مطابق پوری سلطنت میں آ ئینی طریقہ سے بیعت خلافت عمل میں آ گئی۔ اس وقت موجود سینکڑوں جلیل القدر صحابہؓ نے بیعت فرمائی۔ اعتماد کیا۔ تعاون کیا۔ اکا دکا کی اختلافی آواز ظاہر ہے اس پونے سو سے بھی زائد اتفاق و اتحاد کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ جیسے جید اور عالم فاضل صحابہؓ کو کوئی ''پلیدی'' نظر نہیں آئی جو حقیقی بزرگ اور عینی شاہد ہیں۔

یہ بعد کے ''ننھے منے'' بزرگوں کو ''پلیدی'' کہاں سے نظر آ گئی۔ پھر حضرت حسینؓ کے جوان العمر، متقی اور

پارسا صاحبزادے جو اس دور اور کوفی منافقوں کی برپا کردہ ''کربلا'' کے عینی شاہد ہیں۔ وہ بھی کوئی بات نہیں فرماتے۔ نہ قاتل کہتے ہیں نہ پلید۔ بلکہ بیعت فرماتے ہیں اور اخیر تک مکمل وفاداری کے ساتھ تعاون فرماتے ہیں۔ مزید عرض کیا کہ بھائی، یہ سب دشمنان صحابہؓ رافضیوں کا پروپیگنڈہ اور مسلمانوں کی سادہ لوحی ہے۔ ورنہ تابعینؒ کی صف اول کی شخصیت، حج وجہاد کا قائد، متفقہ خلیفہ ''پلید'' وغیرہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ایسی عامیانہ بات مولانا لدھیانویؒ نہیں کہہ سکتے۔''

میرا وعظ بڑے تحمل سے سنا اور پھر چند گھنٹے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا شمارہ میرے سامنے رکھ دیا۔ میں یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ اس کی بات درست تھی۔ واقعی آپ سے ''سہو'' ہوگیا۔ میں بھی آپ کا اسم گرامی دیکھتا اور کبھی ''یزید پلید'' کا عنوان! یاللعجب

حضرت لاپرواہیاں چھوڑ دیجئے۔ شیعیت، کفریات کا مجموعہ ہے۔ مگر صدیاں گزر گئیں۔ نہ ان کی تکفیر کی گئی۔ نہ ان کو امت مسلمہ سے کاٹا گیا ''اسلامی فرقہ'' سمجھا گیا۔ ان لوگوں نے اپنے دجل وفریب سے سنی مسلمانوں کے دل ودماغ پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ ماتم کے علاوہ خیالات میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ مولانا بنوریؒ نے مودودیت کو چالیس سال بعد پہچانا۔ مولانا منظور نعمانی نے ''شیعیت'' کو اب آکر پہچانا؟ آپ کتنا عرصہ لگائیں گے؟

خدا کے لئے سبائیت زدگی چھوڑیئے۔ صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ کے عزوشرف کا تحفظ فرمایئے۔ من گھڑت بہتانات کو پہچانئے۔ والسلام!

ارشاد احمد علوی، ایم اے ...... ہوائی اڈہ روڈ نزد مسجد اقصیٰ، رحیم یارخان!

دوسرا خط ...... محترم مولانا صاحب دامت برکاتہم

رمضان وشوال ۱۴۰۱ھ، بمطابق اگست ۱۹۸۱ء کا شمارہ نمبر ۳۔۴/ج ۳۹ زیر نظر ہے۔ مسائل واحکام کے زیر عنوان فضل القیوم نامی سائل کے ایک اہم سوال کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ:

''اہل سنت کے نزدیک یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں۔ یہ رافضیوں کا شعار ہے۔'' (ص۶۲، ۷۷) آپ کو معلوم ہے کہ محمود احمد عباسی کی تشدد آمیز تحقیق اور مودودی کی منافقانہ تالیف ''خلافت وملوکیت'' کے بعد اس طرح کے یہ مسائل ایک خاص اہمیت حاصل کر چکے ہیں۔ اس لئے میں اس عریضہ کے توسط سے مزید تحقیق اور روایات کی تطبیق کا متمنی ہوں۔ آپ کے اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت میں کوئی بھی جواز لعنت یزید کا قائل نہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''السیف المسلول'' میں فرماتے ہیں: ''فقیر کے نزدیک مختار بات یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے اور محققین اہل حدیث کا مذہب بھی یہی ہے۔ ان میں امام ابوالفرج ابن جوزیؒ بھی ہیں۔ علم وجلالت شان میں بہت اونچے۔ انہوں نے اس مسئلہ پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ہے ''الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید (ص۴۸۸)''

ترجمان مسلک اہل دیوبند حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب مدظلہ العالی ''شہید کربلا اور یزید'' (ص۱۴۵) میں فرماتے ہیں: ''یہ سب شہادتیں ہم نے اس لئے نہیں پیش کیں کہ ہمیں یزید پر لعنت کرنے سے کوئی

خاص دلچسپی ہے۔ نہ ہم نے آج تک کبھی لعنت کی، نہ آئندہ ارادہ ہے اور نہ ان لعنت ثابت کرنے والے علماء وآئمہ کا منشاء یزید کی لعنت کو بطور وظیفہ کے پیش کرنا ہے۔ ان کا منشاء صرف یزید کو ان غیر معمولی ناشائستگیوں کی وجہ سے مستحق لعنت قرار دینا یا زیادہ سے زیادہ لعنت کا جواز ثابت کرنا ہے۔"

علامہ آلوسیؒ روح المعانی فرماتے ہیں: "ان الامام احمد لما ساله ولده عبدالله عن لعن یزید قال کیف لا یلعن من لعنة والله تعالیٰ فی کتابه فقال عبدالله قد قرأت کتاب الله عزوجل فلم اجدفیه لعن یزید فقال الامام ان الله تعالیٰ "یقول:"فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنهم الله "وای فسادو قطعیة اشد مافعله یزید!

چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں: "وقد جزم بکفره وصرح بلعنه جماعة من العلماء فمنهم الحافظ ناصر السنة ابن الجوزی وسبقه القاضی ابویعلیٰ وقال العلامة التفتازانی "لا نتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعنة الله علیه وعلیٰ انصاره واعوانه "وممن صرح بلعنه الجلال السیوطیؒ (ص۷۲ج۲۶) ""وانا اقول الذی یغلب علیٰ ظنی ان الخبیث لم یکن مصدقاً برسالة النبی ﷺ وان مجموع مافعل مع اهل حرم الله تعالیٰ واهل حرم نبیه علیه الصلوٰة السلام وعترته الطیبین الطاهرین فی الحیاة وبعدالمماة وما صدرمنه من المخازی لیس باضعف دلالة علی عدم تصدیقه من القاء ورقة منالمصحف الشریف فی قذر، ولا اظن ان امره کان خافیاعلی اجلة المسلمین اذ ذاك ولکن کانا مغلوبین مقهورین لم یسعهم الاالصبر لیقضی الله امرا کان مفعولا ولو سلم ان الخبیث کان مسلما فهو مسلم جمع من الکبائر مالا یحیط به نطاق البیان وانا اذهب الی جوازلعن مثله علی التعیین (ص۷۳ ج۲۶)"

آپ جیسے معتدل اور متین صاحب علم پر ضروری ہے کہ اس مسئلہ کی تنقیح فرما کر جواب عنایت فرمادیں اور اکابرین اہل سنت کے ان مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دے کر ذہنی الجھن کو دور فرمادیں۔

احقر، عبدالحق ...... رحیم یار خان!

جواب: یہ دونوں خط یزید کے بارے میں افراط وتفریط کے دو انتہائی سروں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ایک فریق "حب یزید" میں یہاں تک آگے نکل گیا ہے کہ "مدح یزید" کو اہل سنت کا شعار ثابت کرنے لگا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ یزید کا شمار اگر "خلفائے راشدین" میں نہیں تو کم از کم "خلفائے عادلین" میں ضرور کیا جانا چاہئے اور یزید کے سہ سالہ دور میں جو سنگین واقعات رونما ہوئے۔ یعنی حضرت حسینؓ اور دیگر اہل بیتؓ کا قتل، واقعہ حرہ میں اہل مدینہ کا قتل عام اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے مقابلہ میں حرم کعبہ پر یورش۔ ان واقعات میں یزید کو برحق اور اس کے مقابلہ میں اکابر صحابہؓ کو امام برحق کے باغی قرار دیا جائے۔

دوسرا فریق ’’بغض یزید‘‘ میں آخری سرے پر ہے۔اس کے نزدیک یزید کی سیاہ کاریوں کی مذمت کا حق ادا نہیں ہوتا۔جب تک کہ یزید کو دین وایمان سے خارج اور کافر وملعون نہ کہا جائے۔یہ فریق یزید کو اس عام دعائے مغفرت اور رحمت طلبی کا مستحق بھی نہیں سمجھتا جو امت محمدیہؐ کے گنہگاروں کے لئے کی جاتی ہے۔لیکن اعتدال وتوسط کا راستہ شاید ان دونوں انتہاؤں کے بیچ میں سے ہوکر گزرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یزید کی مدح سرائی سے احتراز کیا جائے۔اس کے مقابلے میں حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور دیگر اجلہ صحابہؓ وتابعینؒ (جو یزیدی فوجوں کی تیغ ظلم سے شہید ہوئے) کے مؤقف کو برحق سمجھا جائے۔لیکن اس کی تمام تر سیاہ کاریوں کے باوجود چونکہ ان کا خاتمہ بر کفر کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہے۔اس لئے اس کے کفر میں توقف کیا جائے اور اس کا نام لے کر لعنت سے اجتناب کیا جائے۔جمہور اہل سنت اور اکابر دیوبند کا یہی مسلک ہے اور یہی سلامتی کی راہ ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ مرقدہ ’’معارف السنن‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’ویزید لاریب فی کوفہ فاسقا والعلماء السلف فی یزید و قتلہ الامام الحسین خلاف فی اللعن والتوقف قال ابن الصلاح (فی یزید ثلاث فرق فرقۃ تحبہ وفرقۃ تسبہ وفرقۃ متوسطۃ لا تتولاہ ولا تلعنہ قال) وھذہ الفرقۃ ھی المصیبۃ الخ (ص۸ ج۶) ‘‘ترجمہ:......’’یزید کے فاسق ہونے میں تو کوئی شک نہیں اور علمائے سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ یزید اور امام حسینؓ کے قاتلین پر لعنت کی جائے یا توقف کیا جائے۔ ابن صلاح کہتے ہیں کہ یزید کے بارے میں تین فرقے ہیں۔ایک فرقہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ایک فرقہ اس سے بغض رکھتا ہے اور اسے گالیاں دیتا ہے اور ایک فرقہ میانہ رو ہے۔وہ نہ اسے اچھا جانتا ہے اور نہ اس پر لعنت کرتا ہے۔ابن صلاح کہتے ہیں کہ یہی فرقہ جادۂ صواب پر ہے۔‘‘

حضرت بنوری قدس سرہ کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ یزید کے فسق پر تو اہل سنت کا قریب قریب اجماع ہے۔البتہ اس میں اختلاف رہا ہے کہ یزید پر لعنت کی جائے یا اس کے معاملے میں توقف کیا جائے؟ مکتوب دوم میں اس فریق کی نمائندگی کی گئی ہے جو یزید کے ایمان میں بھی شک رکھتا ہے اور بلاتردد اس پر لعنت کے جواز کا بھی قائل ہے۔اگرچہ یہ قول بھی سلف کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔لیکن جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔جمہور اکابر اہل سنت اور اکابر دیوبند اس کو گنہگار مسلمان سمجھتے ہوئے اس پر لعنت کے بارے میں توقف ہی کے قائل ہیں۔

مدح یزید کو اہل سنت کا شعار قرار دینا۔جیسا کہ ہمارے علوی صاحب کی تحریر سے مترشح ہے۔ایک نیا انکشاف ہے جو کم از کم ہماری عقل وفہم سے بالاتر چیز ہے۔

ہمارے بعض اکابر کے قلم سے ’’یزید پلید‘‘ کا لفظ نکل جاتا ہے۔میرا جو مضمون ہفت روزہ ختم نبوت میں ایک سوال کے جواب میں شائع ہوا تھا۔اس میں ان اکابر کے اس طرز عمل کی توجیہہ کی گئی تھی کہ یہ یزید کی سیاہ کاریوں کے خلاف بے ساختہ نفرت وغیظ کا اظہار ہے۔چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریفہ میں بڑے اہتمام کے ساتھ یزید کے نام کے ساتھ ’’بے دولت‘‘ کا لفظ لکھتے ہیں۔شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ، مسند الہند شاہ

عبدالعزیز دہلویؒ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور دیگر اکابرؒ ''یزید پلید'' کا لفظ لکھتے ہیں۔

ہمارے علوی صاحب انکشاف فرماتے ہیں کہ یہ سب ''ننھے منے بزرگ'' تھے۔ ماشاء اللہ! چشم بد دور۔ اپنے اکابر کا ادب واحترام ہو تو ایسا ہو۔ میرے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ اگر یہ تمام اکابر ننھے منے بزرگ تھے تو ان کے مقابلے میں محمد یوسف لدھیانوی یا جناب ارشاد علوی صاحب کی کیا اہمیت ہے؟۔ اگر ان اکابر نے حدیث وتاریخ، حالات صحابہؓ اور عقائد اہل سنت کو نہیں سمجھا تھا تو ماوشما کی ''تحقیق'' کا کیا وزن رہ جاتا ہے؟۔ شاید ہمارے علوی صاحب کے نزدیک ''حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ'' کے مقابلے میں حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوشریحؓ اور حرہ کے تمام صحابہؓ وتابعینؒ بھی ''ننھے منے بزرگ'' ہی ہوں گے۔ بلکہ خود حرم مدینہ، حرم مکہ اور حرمت بیت النبی a بھی یزید کے مقابلہ میں ''ننھی منی چیز'' ہی ہوگی۔

کیونکہ یزید نے آل نبی a کی حرمت کو بھی ملحوظ نہیں رکھا۔ حرم مدینہ کو بھی پامال کیا اور حرم کعبہ پر بھی چڑھائی کی۔ اگر یہ تمام چیزیں یزید کے مقابلے میں ''ننھی منی'' ہیں تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ بس ''یزید کی محبت'' ہی اسلام کا ایسا مقدس عقیدہ ہے کہ جس کے مقابلہ میں نہ حرم کی کوئی عظمت ہے۔ نہ حرم مدینہ کی، نہ خانوادۂ نبوت کی، نہ اجلہ صحابہؓ اور تابعینؒ کی اور نہ بعد کے تیرہ سو سالہ اکابر امت کی...... رہا علوی صاحب کا یہ شبہ کہ بہت سے صحابہؓ وتابعینؒ نے یزید کی بیعت کی تھی۔ ان کے بنائے ہوئے خلیفہ کو ''پلید'' کیسے کہا جاسکتا ہے؟ اس ناکارہ کے خیال میں یہ شبہ ایسا نہیں کہ کوئی ذی فہم آدمی اس میں الجھ کر رہ جائے

جناب علوی صاحب! غور فرمائیں کہ یہاں دو بحثیں الگ الگ ہیں۔ ایک یہ کہ یزید کا استخلاف صحیح تھا یا نہیں؟ اور دوسرے یہ کہ خلیفہ بن جانے کے بعد اس نے جو کارنامے انجام دیئے وہ لائق تحسین ہیں یا لائق نفرت؟ اور ان کارناموں کی بناء پر وہ اہل ایمان کی محبت اور مدح وستائش کا مستحق ہے یا نفرت وبیزاری اور مذمت وتقبیح کا؟

جناب علوی صاحب کا استدلال اگر کچھ مفید ہوسکتا ہے تو پہلی بحث میں ہوسکتا ہے کہ چونکہ بہت سے صحابہؓ وتابعینؒ نے اس سے بیعت کرلی تھی۔ اس لئے اس کے استخلاف کو صحیح سمجھنا چاہئے۔ ہر چند کہ اس استدلال پر بھی جرح وقدح کی کافی گنجائش ہے۔ لیکن یہاں استخلاف یزید کا مسئلہ سرے سے زیر بحث ہی نہیں۔ اس لئے علوی صاحب کا یہ شبہ قطعی طور پر بے محل ہے۔ یہاں تو بحث یزید کے استخلاف کے بعد کے کارناموں سے ہے کہ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اس نے جو کچھ کیا، وہ خیر وبرکت کے اعمال تھے یا فسق وفجور کے؟

ان کی وجہ سے وہ ''طاہر ومطہر'' کہلانے کا مستحق ہے یا ''پلید وملعون'' کہلانے کا؟ اور ان کارناموں کے بعد ان کے بارے میں اکابر امت نے کیا رائے قائم کی؟ میں اوپر بیان کرچکا ہوں کہ اس کے سہ سالہ دور کے تین واقعات مشہور ہیں۔ آنحضرت a کے محبوب نواسہ حضرت حسینؓ اور ان کے اہل بیت کا قتل۔ حرم مدینہ کی پامالی اور اہل مدینہ کا قتل عام۔ حرم کعبہ پر فوج کشی۔

کیا کوئی ایسا شخص جس کے دل میں ایمان کی رمق ہو، ان سنگین واقعات کے بعد بھی اس کے دل میں یزید کی محبت اور اس کی عزت وعظمت باقی رہ سکتی ہے؟ کیا ہمارے علوی صاحب کسی صحابیؓ یا کسی جلیل القدر تابعی کا حوالہ پیش کر سکتے ہیں کہ انہوں نے ان واقعات پر یزید کو داد تحسین دی ہو؟ اور کیا یہ واقعات ہمارے علوی صاحب کے نزدیک آنحضرت a کی ایذاء کے موجب نہیں ہوئے ہوں گے؟ یزید کی حمایت ومخالفت سے ذہن کو فارغ کر کے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ جب خانوادۂ نبوت کو خاک وخون میں تڑپایا جارہا ہو۔ جب مدینۃ الرسول میں صحابہ کرامؓ اور ان کی اولاد کو تہہ تیغ کیا جارہا ہو اور حرم کعبہ پر فوج کشی کر کے اس کی حرمت کو مٹایا جارہا ہو اور پھر یہ واقعات ایک کے بعد ایک پے در پے ہو رہے ہوں تو کون مسلمان ہوگا جو یزید کے کردار پر صدائے آفرین بلند کرے اور ان تمام سیاہ کاریوں کے باوجود یزید کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہو۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اپنی مرضیات کی توفیق عطاء فرمائیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۱ ص۱۶۶ تا ۱۷۴)

سہ روزہ ختم نبوت کورس لاہور

الحمدللہ! مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو دلوں میں اجاگر کرنے کے لئے ہمارے اکابرین نے غفلت میں پڑے ہوئے ناآشنا حضرات کے دروازوں پر دستک دینے کے لئے جگہ جگہ تحفظ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا۔ انہیں میں سے ایک سہ روزہ کورس دار العلوم عزیزیہ للبنین والبنات مکی مسجد ۲۲ علامہ اقبال روڈ لاہور میں ہوا۔ مختلف مکتبہ فکر کے دینی مدارس، سکول وکالجز کے طلباء، تاجر برادری وملازمین وعلماء کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ۲۲؍فروری بروز جمعۃ المبارک نماز مغرب کے بعد مختصراً تلاوت ہوئی۔ جس کے بعد مولانا منیر احمد نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو بیان فرمایا۔ پھر بعد از نماز عشاء مولانا نعیم الدین نے فتنہ قادیانیت کے چند اعتراضات کے جواب دیئے۔ ان کے بعد یادگار اسلاف مولانا مفتی محمد حسن نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو بیان کیا۔ کورس کے دوسرے دن ۲۳؍فروری بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مولانا محبوب الحسن طاہر نے قادیانیت کے طریقہ تبلیغ کے عنوان پر بیان فرمایا۔ بعد نماز عشاء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حیات، وفات مسیح کے عنوان پر بیان فرمایا۔ جس میں مرزائی عقائد کی حیات، مسیح کے بارے میں وضاحت فرمائی۔ کورس کے تیسرے روز ۲۴؍فروری بروز اتوار بعد نماز مغرب مولانا منیر احمد نے قادیانیت سے تائب ہوکر دائرہ اسلام میں آنے والے خوش نصیب لوگوں کی ایمان افروز کارگزاریاں سنائیں۔ بعد از نماز عشاء مختصر تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ظہور مہدی اور مرزے کی شخصیت کے بارے میں بیان فرمایا۔ مولانا امجد خان کا بیان ہوا۔ جس میں انہوں نے شہداء ختم نبوت کی قربانیوں کا تذکرہ فرمایا اور دعا سے قبل کورس میں شرکت کرنے والے حضرات کو دار العلوم عزیزیہ کی جانب سے اسناد اور کتب بھی دی گئیں۔ اسناد اور کتب حاصل کرنے والے افراد کی تعداد تقریباً ۲۷۵ تھی۔ کورس مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

معجزۂ پیغمبر کے حاملین!

شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ!

”قال النبی ﷺ مامن الانبیاء من نبی الا قد اعطی من الایات ماماثلہ آمن علیہ البشر وانما کان الذی اوتیت وحیا اوحی اللہ الی وارجو ان اکون اکثرھم تابعا یوم القیامۃ (مشکوٰۃ ج۲ ص۵۱۱) صدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمدللہ رب العالمین“

تمہید

سرورکائنات a کا ایک مبارک قول آپ کے سامنے پڑھا ہے۔ رسول اللہ a فرماتے ہیں: ”مامن نبی الا وقد اوتی ماآمن علیہ البشر “﴿ہر نبی کو کوئی نہ کوئی ایسی چیز دی گئی جس پر اعتماد کر کے لوگ ایمان لاتے ہیں۔﴾ اس سے مراد ہیں معجزات۔ ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ دیا گیا۔ اس معجزہ پر اعتماد کر کے لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں۔” وانما کان الذی اوتیت “﴿اور جو چیز مجھے دی گئی ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے۔﴾” ارجوان اکون اکثرھم تابعا یوم القیامۃ “﴿مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ پیروی کرنے والے لوگ میرے ہوں گے۔﴾” او کماقال علیہ الصلوٰۃ والسلام “اسی قسم کے الفاظ ہیں حدیث میں یا اس سے ملتے جلتے ہیں۔ مفہوم یہی ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

عقیدہ ختم نبوت

انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور اس سلسلہ کی آخری کڑی سرورکائنات محمد رسول اللہ a ہیں اور اس کے بعد قیامت تک کے لئے یہ سلسلہ بند کر دیا گیا۔ آپ a کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ نیا نبی اس لئے کہہ رہا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو سرورکائنات a سے پہلے نبی بن چکے اور نبی بن کر دنیا میں آچکے۔ لیکن اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور قیامت کے قریب وہ دوبارہ اتریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب اس دنیا میں واپس آنا، یہ اسلام کے ضروری عقیدوں میں سے ہے جس کا انکار کرنا انسان کو ایمان سے، اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ یہ ایمانیات میں سے ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ لیکن سرورکائنات a کی شریعت کی پابندی کریں گے۔ اپنا قانون نہیں چلائیں گے۔ قانون قیامت تک وہی ہے جو محمد رسول اللہ a نے اس دنیا کے اندر جاری کر دیا۔ اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے۔ سرورکائنات a کی شریعت پر عمل کریں گے۔ یہ قطعی عقیدہ ہے اس لئے ان کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں۔ ہاں! کوئی نیا نبی آئے ایسا نہیں ہوگا اور اگر کسی کے دماغ میں اس قسم

کا خیال آتا ہے تو یوں سمجھو کہ یا وہ پاگل ہے یا دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے شیطانی کردار ادا کر رہا ہے۔ سرور کائنات a کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ آپ a آخری نبی ہیں جب ایک نبی آتا ہے اور آ کے لوگوں کے سامنے ذکر کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا نمائندہ کر بھیجا ہے اور میری بات اللہ کی بات ہے۔ میں اللہ کی باتیں پہنچانے کے لئے آیا ہوں۔

معجزہ کی حقیقت اور ضرورت

اتنا بڑا دعویٰ جس وقت کوئی انسان کرتا ہے تو آپ جانتے ہیں کہ خواہ مخواہ یہ بات سامنے آئے گی کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ آپ اللہ کے نمائندہ ہیں۔ اللہ نے اپنا پیغام پہنچانے کے لئے آپ کو بھیجا ہے۔ اس کی کیا دلیل ہے؟ تو دلیل کے طور پر اللہ تعالیٰ ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ دیتا ہے۔ معجزہ کا معنی یہی ہے کہ ایسی چیز جو دوسرے کو مقابلہ سے عاجز کرنے والی ہو۔ جس کا مقابلہ نہ کیا جا سکے۔ اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ جب کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تو پھر لوگ ماننے پر مجبور ہوتے ہیں کہ واقعی خدائی قوت ان کے ساتھ ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے، اللہ کی قدرت کے تحت ہو رہا ہے۔ یہ شخص واقعی اللہ تعالیٰ سے کوئی خاص تعلق رکھنے والا ہے۔ اس لئے اس کی اس دلیل کا، اس معجزہ کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر اعتماد کر کے لوگ اس نبی کو مانتے ہیں۔

معجزات انبیاء علیہم السلام

پھر جب نبی بہت زیادہ ہیں تو ان کے معجزات بھی بہت زیادہ ہیں۔ قرآن کریم میں جن انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو زیادہ نمایاں کر کے بیان کیا گیا ہے اور بار بار بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سرفہرست حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت رکھنے والے اپنے آپ کو یہودی کہلاتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت رکھنے والے اپنے آپ کو عیسائی کہلاتے ہیں۔ باقی انبیاء علیہم السلام کا ذکر بھی ہے۔ اجمالاً ان کے معجزات کا ذکر بھی ہے۔ لیکن ان دونوں نبیوں کے معجزات بہت صراحت کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں اور بار بار ذکر کئے گئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے دو معجزات تھے۔ ویسے تو تسع آیات کا ذکر ہے کہ ان کو نو معجزات دیئے گئے تھے۔ لیکن ان میں سے زیادہ نمایاں اور زیادہ واضح دو معجزے تھے۔ ایک عصا موسیٰ اور ایک ید بیضاء۔ عصا لاٹھی کو کہتے ہیں یعنی لاٹھی والا معجزہ۔ اس معجزہ کی حقیقت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا کہ ان کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ اللہ نے پہلے تو ان کو لاٹھی کی طرف متوجہ کیا تاکہ دیکھ لیں کہ یہ چیز کیا ہے؟ پھر پوچھا ”ماتلك بيمينك يا موسىٰ“ ﴿یا موسیٰ! یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ”هي عصاي“ ﴿یا اللہ! میری لاٹھی ہے۔﴾ میں اس کے ساتھ بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں۔ میں اس کے ساتھ سہارا لیتا ہوں اور اس کے علاوہ اور بھی کئی کام کرتا ہوں پوری طرح متوجہ کر دیا کہ ہاتھ میں لاٹھی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام اللہ کے ساتھ گفتگو کرنے میں معروف تھے تو ان کو کہیں مغالطہ نہ لگ جائے کہ شاید میں نے کہیں سے سانپ پکڑ لیا ہے اس لئے متوجہ کر دیا۔ پھر فرمایا اس کو پھینکو۔ پھینک دی تو وہ سانپ بن گیا۔ قرآن کریم میں جس طرح آتا ہے کہ جب وہ سانپ بنا تو موسیٰ علیہ السلام ڈرے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ڈرنے کی بات نہیں ہے۔ اس کو پکڑو۔ ہم اس کو دوبارہ پہلی حالت میں کر دیں گے۔ سورۃ طٰہٰ کے اندر یہ مفصل قصہ آیا ہے۔ تو یہ ہے معجزہ جس کو عصاء موسیٰ کہتے ہیں کہ جہاں وہ پھینکتے تھے اس نیت کے ساتھ تو وہ بہت بڑا سانپ بن جاتا تھا اور حرکت کرتا تھا۔ فرعون کے دربار میں گئے تو آپ نے یہ معجزہ دکھایا۔ جادوگروں کے مقابلہ میں اسی معجزہ کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غلبہ پایا۔ معجزہ برحق ہے۔ قرآن میں آیا ہوا ہے۔ ہم اس کے قائل ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک بات یاد رکھیں کہ آج اگر ایک یہودی آکے کہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آؤ۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ اگر کوئی پوچھے کہ موسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ تو یہودی کہے گا موسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصاء سانپ بن جاتا تھا اور وہ شخص کہے کہ یہ معجزہ جو تم بتا رہے ہو کیا مجھے دکھا سکتے ہو؟ کیا دنیا کے اندر کوئی یہودی ہے، بلکہ اگر دنیا کے سارے یہودی اکٹھے ہو جائیں تو آج اپنے نبی کا معجزہ کسی کے سامنے نہیں دکھا سکتے۔ کتاب میں دکھائیں گے۔ کتاب میں لکھا ہوا تو ہم بھی مانتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ دکھاؤ اپنے نبی کا معجزہ تو کوئی یہودی اس بات پر قادر نہیں کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دکھا سکے سارے یہودی اکٹھے ہو جائیں تو بھی نہیں دکھا سکتے کہ ایک لاٹھی ہو اور اسی طرح زمین پر ڈالیں اور اس کو سانپ بنا کے دکھا دیں۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بناتے تھے۔ یہ کسی یہودی کے بس کی بات نہیں ہے۔

دوسرا معجزہ ید بیضاء تھا کہ ہاتھ بغل سے نکالتے تھے تو سورج کی طرح چمکدار ہوتا تھا۔ معجزہ برحق ہے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے۔ اللہ نے اپنے نبی کو دیا تھا۔ لیکن آج اگر کسی یہودی سے آپ مطالبہ کریں کہ ہمیں وہ معجزہ دکھاؤ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا تو کوئی یہودی بھی یہ معجزہ نہیں دکھا سکتا۔ جب موسیٰ علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے تو معجزے بھی ساتھ ہی چلے گئے۔ اب ان کا ذکر آپ کو کتابوں میں تو ملے گا۔ دیکھنے کو کہیں نہیں ملے گا اور ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے کہ اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے، بینا ہو جاتا تھا۔ کوڑھی پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ تندرست ہو جاتا تھا۔ مردے کو کہتے تھے ’’قم باذن اللہ‘‘ وہ اٹھ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ مٹی کی تصویر بنا کر پھونک مارتے تھے، پرندہ بن کر اڑ جاتا تھا۔ یہ سارے معجزات قرآن کریم میں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطاء کئے تھے۔ ہم ان کو مانتے ہیں لیکن آج اگر کسی عیسائی سے آپ یہ مطالبہ کریں تو تم جو کہتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس معجزات تھے۔ کیا آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ ہمیں دکھا سکتے ہیں؟ اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرنے سے اندھا بینا ہو جائے؟ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات برحق لیکن آج کسی عیسائی کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دکھا سکے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے اور سارے ہی معجزات بھی ختم ہو گئے۔ یہ معجزات جو انبیاء علیہم السلام کو دیئے گئے۔ یہ عملی معجزات ہیں کہ وہ عمل کر کے دکھاتے تھے۔

سیدالانبیاء a کے عملی معجزات

اس کے برخلاف آج ہم مسلمان کسی کافر کو دعوت دیتے ہیں۔ محمد رسول اللہ a اللہ کے رسول تھے ان کو مانو۔ ان پر ایمان لے آؤ۔ وہ کہے گا دلیل دو؟ تو جہاں تک رسول اللہ a کی رسالت کی دلیل ہے عملی معجزات اللہ تعالیٰ نے حضور a کو اتنے دیئے ہیں کہ محدثین کہتے ہیں۔ تاریخ والے کہتے ہیں۔ سیرت نگار کہتے ہیں کہ چار ہزار عملی معجزات اللہ تعالیٰ نے حضور محمد a کو دیئے ہیں۔

☆...... ایسے معجزات جو آسمان پر نمایاں ہوئے۔

☆...... ایسے معجزات جو آگ میں بھی نمایاں ہوئے۔

☆...... ایسے معجزات جو ہوا میں بھی نمایاں ہوئے۔

☆...... ایسے معجزات جو زمین پر جانوروں میں بھی نمایاں ہوئے۔

☆...... ایسے معجزات جو انسانوں میں بھی نمایاں ہوئے۔

☆...... ایسے معجزات جو نباتات میں بھی نمایاں ہوئے۔

☆...... ایسے معجزات جو جمادات میں بھی نمایاں ہوئے۔

ہم اپنے نبی کا معجزہ آج بھی دکھا سکتے ہیں

لیکن وہ سارے کے سارے عملی معجزات تھے جو آج ہم دکھا نہیں سکتے۔ جہاں سرور کائنات a تشریف لے گئے تو یہ معجزات بھی ساتھ ہی لے گئے۔ لیکن ایک معجزہ اللہ تعالیٰ نے حضور a کو ایسا دیا ہے جس کا اس روایت میں رسول اللہ a نے تذکرہ کیا ہے جو روایت میں نے آپ کے سامنے پڑھی کہ اللہ نے جو مجھے خاص معجزہ دیا ہے وہ اللہ کی وحی ہے۔ یعنی یہ قرآن یہ اللہ نے معجزہ دیا ہے اور یہ معجزہ چونکہ ختم ہونے والا نہیں۔ یہ معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اس لئے لوگ اس معجزہ کو دیکھ کر ایمان لاتے رہیں گے۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن جب امتیں پیش ہوں گی تو میری امت سب کے مقابلہ میں زیادہ ہوگی۔ کیونکہ اللہ نے معجزہ ایسا دیا ہے جو قیامت تک باقی ہے۔ کبھی ختم ہونے والا نہیں تو آج اگر کوئی ہم سے پوچھے اپنے نبی کا معجزہ دکھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کو دیا ہو۔ جو ان کی نبوت ورسالت کی دلیل بنے۔ تو ہم قرآن کریم اس کے سامنے پیش کردیں گے کہ یہ ہے ہمارے نبی a کی کتاب، جو اللہ نے بطور معجزہ کے دی تھی۔ جیسے نبی پر اتری تھی آج تک اسی طرح سے ہے اور قیامت تک اسی طرح باقی رہے گی۔ یہ زندہ معجزہ ہے اور پھر یہ معجزہ ایسا ہے کہ اگر ساری دنیا مل کر بھی اس کو ختم کرنا چاہے تو نہیں کرسکتی۔ کیوں؟ حضور a نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے کہا ہے کہ: ”وانزلت علیک کتابا لا یغسله الماء“ ﴿میں نے تجھے ایسی کتاب دی ہے کہ جس کو پانی نہیں دھو سکتا۔﴾ ”تقرئه نائما ویقظان (مشکوۃ ج۲ ص۴۶۰)“ ﴿اس کو سویا ہوا بھی پڑھے گا اور جاگتا ہوا بھی پڑھے گا۔﴾ پانی نہیں اس کو دھو سکتا اب یہاں سوال ہوتا ہے۔

سوال...... کتاب کوئی بھی ہو، اگر پانی کے اندر ڈال دی جائے تو پانی اس کو دھو دے گا۔ آپ قرآن

کریم کا نسخہ پانی کے اندر ڈالیں تو اس کے اوراق پانی کی نظر ہو جائیں گے۔ تو اس کا کیا مطلب کہ ایسی کتاب دی ہے جس کو پانی نہیں دھوئے گا؟

جواب...... اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کاغذوں میں لکھنے کی کتاب نہیں ہے۔ یہ قرآن ایسی کتاب ہے: ”فی صدور الذین اوتوا العلم“ جو اہل علم کے سینوں میں اللہ نے محفوظ کی ہے۔ تو جب سینہ کے اندر اس کتاب کو لکھا گیا اور محفوظ کیا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے ”علیٰ قلبك“ اللہ کہتے ہیں تیرے دل پر میں نے اتاری آسمان سے۔ وحی نبی کریم a کے قلب پر اتری اور وہ اسی قلب سے قلب پر منتقل ہوتی ہوئی لوگوں کے دلوں پر لکھی گئی اور جو دلوں پر لکھی گئی ہے اس کو پانی نہیں دھو سکتا۔ یہ بچے جو آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سب کے سینہ کے اندر مکمل اللہ کی کتاب موجود ہے۔ ان کو کہو کہ سارا دن نہر میں نہاتے رہیں۔ غوطے لگاتے رہیں۔ سارا دن دریا میں تیرتے رہیں۔ سارا دن پانی پیتے رہیں اور شام کو دیکھیں کہ بھلا اس کتاب کا ایک حرف بھی مٹا ہے ان کے سینہ سے ایک لفظ بھی ضائع نہیں ہوگا۔ اس طرح اللہ نے اس کتاب کو محفوظ کیا تو اصل میں کتاب کی حفاظت کی جگہ اللہ نے دل میں بنائی ہے اور پوری کائنات میں صرف یہ کتاب ہے جس کی یہ خصوصیت ہے اور کوئی کتاب اس کے مدمقابل نہیں ہے۔ آج اگر ساری دنیا کے کافر اکٹھے ہو کر پورے کتب خانوں سے قرآن کریم خرید لیں۔ اٹھوالیں اور ان کو تلف کر دیں پھر بھی قرآن نہیں مٹے گا۔ یہ بچہ کھڑا ہوگا صبح سے شام تک۔ ”الحمد“ سے ”والناس“ تک سارا قرآن لکھا دے گا یہ اس قرآن کی عظمت اور یہ ہے ان لوگوں کی عظمت جن کے دل کے اندر قرآن کریم لکھا گیا ہے۔

دو شخص قابل رشک

بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے سرور کائنات a فرماتے ہیں: ”لا حسد الا فی اثنتین (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۲)“ حسد کا معنی ہوتا ہے کہ کسی کے پاس کوئی اچھی چیز دیکھ کر انسان محسوس کرے کہ اس کے پاس یہ کیوں ہے؟ یہ حسد تو ناجائز ہے۔

ایک ہے دل کے اندر امنگ اٹھنا کہ جیسے اس کے پاس ہے میرے پاس بھی ہو۔ اس سے زائل ہونا مطلوب نہیں ہوتا۔ صرف اپنے لئے رغبت ہوتی ہے کہ میرے پاس بھی ہو۔ اس کو عربی میں ”غبطہ“ کہتے ہیں اور اردو میں ”رشک“ کہتے ہیں۔ پنجابی میں ”ریس کرنا“ کہتے ہیں تو حضور a نے فرمایا کہ دو شخص دنیا میں ایسے ہیں کہ جن جیسا بننے کی انسان کے دل کے اندر تمنا ہونی چاہئے کہ ہائے کاش! میں بھی ایسا ہوتا یہ اللہ کا رسول کہہ رہا ہے۔ صرف دو شخص ہیں جن کو دیکھ کر انسان کے دل میں یہ تمنا ہونی چاہئے۔

فرمایا ایک شخص ”اتاہ اللہ مالا“ ﴿جس کو اللہ نے مال بہت دیا ہے۔﴾ ”فسلطہ علی هلکته فی الحق“ ﴿پھر اس کو وہ مال حق کے لئے خرچ کرنے کی توفیق دی ہے۔﴾ اگر آپ کی نظر کسی ایسے شخص پر پڑے تو تمہارے دل میں یہ ہوک اٹھنی چاہئے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا اور میں بھی اسی طرح حق کے لئے اس مال کو خرچ کرتا۔ مالدار آدمی جو مال کو حق کے لئے خرچ کرے یہ شخص ایسا ہے کہ جس کو دیکھنے کے بعد تمہارے دل میں

یہ تمنا ابھرے کہ کاش میں بھی ایسا ہوتا اور دوسرا شخص ایک روایت میں ہے: ''اتـاہ اللہ قرآنـا'' اور ایک روایت میں ''عـلـمـاً'' کا لفظ ہے۔ دونوں کو یوں اکٹھا کرلیں کہ اللہ نے اس کو قرآن کا علم دیا ہے جس کو وہ دن رات پڑھتا ہے اور پھیلاتا ہے۔ جب ایسے شخص کی طرف تمہارا دھیان جائے تو تمہارے دل میں ہوک اٹھے کہ کاش میں بھی ایسا ہوتا اور میرے پاس بھی قرآن کا علم ہوتا اور میں بھی اس کی اشاعت کرتا۔ اس شخص کو دیکھ کر بھی آپ کے دل میں یہ تمنا ابھرنی چاہئے۔ رسول a فرماتے ہیں کہ یہ دو شخص ہیں کہ جن جیسا بننے کی انسان کو خواہش ہونی چاہئے۔ تیسرا ایسا کوئی شخص نہیں کہ اس جیسا بننے کی تمنا کی جائے۔

دین کی حفاظت کے لئے دو طبقے

اب اس روایت میں دو کا ذکر کیا۔ بات کیا ہے؟ کہ یہ دینی گاڑی جو چلتی ہے۔ یہ ان دو کے ملنے سے چلتی ہے اور دین کا باقی رہنا یہ انبیاء علیہم السلام کی وراثت ہے اور جو شخص اس وراثت کی حفاظت میں لگا ہوا ہے۔ وہ دنیا کی بقاء کا ذریعہ ہے۔ دنیا باقی ہی انہی کے دم قدم سے ہے۔ ایک آدمی کے پاس مال ہے۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ میں دین کی اشاعت کروں۔ لیکن اس کے پاس علم نہیں ہے۔ اب وہ صرف پیسے کے ساتھ دین کی اشاعت نہیں کر سکتا۔ صرف پیسہ دین کی اشاعت کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ اب وہ پیسے لے کے بیٹھا ہے کیسے دین کی اشاعت کرے؟ اور ایک آدمی کے پاس علم ہے۔ اس کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ اب وہ کیسے دین کی اشاعت کرے؟ کتاب وہ نہیں خرید سکتا۔ کتاب خرید کے کسی کو دے نہیں سکتا۔ طالب علم کے کھانے کا انتظام نہیں کر سکتا۔ طالب علم کے رہنے کا انتظام نہیں کر سکتا۔ طالب علم کی جتنی ضروریات ہیں۔ وہ پوری نہیں کر سکتا۔ ایک کے پاس علم ہے پیسے نہیں ہیں۔ وہ بھی دین کی اشاعت نہیں کر سکتا اور ایک کے پاس مال ہے لیکن علم نہیں ہے تو وہ بھی دین کی خدمت نہیں کر سکتا۔ تو سرور کائنات a کے قول میں یہ بات آگئی کہ دونوں مل جائیں۔ جس وقت یہ دونوں مل جائیں گے تو پھر دونوں کے ملنے کے ساتھ دین کی گاڑی چلے گی۔ علم والا اپنا علم خرچ کرے۔ پیسے والا اپنا پیسہ خرچ کرے تو پھر دیکھنا ایمان کیسے پھیلتا ہے۔ یہ دو شخص ملیں گے تو گاڑی چلے گی۔ عالم اپنا علم خرچ کرے۔ پیسے والا اس کے لئے کتاب کا انتظام کرے۔ رہائش کا انتظام کرے۔ طلباء کی خوراک کا انتظام کرے اور علم والا محنت کرے۔ جب یہ دونوں ملتے ہیں تو کام چلتا ہے۔ اس لئے جو ایک حافظ تیار ہوتا ہے۔ یہ صرف قاری کی محنت نہیں ہے۔ جو ان حافظوں کے لئے ان کی ضروریات کا انتظام کرتے ہیں۔ وہ برابر کے ثواب میں شریک ہیں۔ یہ صرف ہمارے لئے صدقہ جاریہ نہیں۔ یہ آپ کا بھی صدقہ جاریہ ہے جنہوں نے اس کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو توفیق دی حق کے لئے مال خرچ کرنے کی تو وہ بہت سعادت مند ہے اور ان کو اسی لئے آپ حضرات کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ آپ کے تعاون کے نتیجہ میں جو یہ پارٹی تیار ہوئی۔ یہ صدقہ جاریہ صرف ان کے استاد کا نہیں ہے۔ بلکہ صدقہ جاریہ آپ کا بھی ہے۔ گاڑی کے لئے دو پہیے ہیں۔ جب یہ دونوں پہیے ٹھیک ہوں گے تو گاڑی چلتی ہے۔ مال والا اپنا مال خرچ کرے۔ علم والا اپنا علم خرچ کرے۔ تب جاکے یہ گاڑی چلے گی۔ پھر عالم بھی تیار ہوں گے۔ حافظ بھی تیار ہوں گے اور دین کا سلسلہ چلتا رہے گا۔

ایمان کی اہمیت اور ایمانی مراکز

یاد رکھئے! ایمان اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے بڑی دولت ہے۔ جو اس دنیا میں انسان کو نصیب ہوتی ہے آخرت کے عقیدہ کے تحت اور آخرت کا عقیدہ ایسا عقیدہ ہے کہ جیسے اللہ کی توحید پر ایمان لانا ضروری۔ جیسے نبی کی رسالت پر ایمان لانا ضروری۔ ایسے ہی یہ ضروری ہے کہ مرنے کے بعد ہم نے دوبارہ اٹھنا ہے اور یہ ایک زندگی آنے والی ہے۔ یہ عقیدہ ایسے ضروری ہے جیسے توحید کا عقیدہ ضروری اور جیسے رسالت کا عقیدہ ضروری۔

اب آخرت کے عقیدہ کے تحت یہ بات بنیادی طور پر ہے کہ وہاں کی ضروریات جو ہیں۔ وہ اگر ملتی ہیں تو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ملتی ہیں۔ ورنہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اگر کسی کے پاس زمین کا بھرا ہوا سونا ہو ''ملء الارض ذھبا'' یعنی اتنا سونا کہ اگر یہاں اس کا ڈھیر لگانا شروع کریں تو آسمان تک چلا جائے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ زمین میں کتنے پہاڑ ہیں۔ لیکن زمین آسمان تک بھری ہوئی نہیں ہے اور اگر اتنا سونا ہو کہ آسمان تک زمین بھر جائے۔ لیکن قیامت کے دن اگر وہ چاہے کہ سارا سونا لے لو اور مجھے نجات دے دو تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ تو آخرت کی نجات ملتی ہے تو ایمان کی برکت سے اور وہاں جاکے پتہ چلے گا کہ ایمان اتنا قیمتی ہے کہ اگر زمین کا بھرا ہوا سونا بھی اس کے عوض میں قرار دیا جائے تو وہ بھی کم ہے۔ جس ایمان کو آج ہم ایک ایک ٹکے کے عوض فروخت کردیتے ہیں۔ بات بات پر ضائع کردیتے ہیں۔ یہ ایمان بہت قیمتی ہے اور یہ ملتا ہے آپ کو تو وہیں ملے گا جہاں قرآن ملتا ہے۔ وہیں سے ملے گا جہاں سے حدیث ملتی ہے اور وہیں سے ملے گا جہاں سے آپ کو فقہ ملتی ہے کہ:

آپ نے نماز کیسے پڑھنی ہے؟ آپ نے روزہ کیسے رکھنا ہے؟ آپ نے حج کیسے کرنا ہے؟ آپ نے زکوٰۃ کیسے دینی ہے؟۔ اس لئے مدرسوں کا یہ پہلو بہت روشن پہلو ہے اور صدقہ جاریہ کے تحت مدرسوں کے ساتھ تعاون کرنا یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ جس شخص کو بھی یہ سعادت نصیب ہوگئی۔ وہ قابل رشک ہے۔ مدرسہ کا وجود بہت بڑی نعمت ہے۔ ان علاقوں میں جاکر دیکھو یا تبلیغی بھائیوں سے پوچھو جو ایسے علاقوں میں جاتے ہیں کہ جہاں مدارس نہیں ہیں۔ نہ کوئی جنازہ جانتا ہے۔ نہ کوئی پڑھانا جانتا ہے۔ نہ مسجدیں آباد ہیں۔ بالکل دین سے خالی ہوئے بیٹھے ہیں اور جہاں مدرسہ ہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہاں دین کی بات بھی ہوتی ہے اور اسلام کی بات بھی ہوتی ہے تو یہ قابل قدر نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی۔ اگر کسی علاقہ کے اندر مدرسہ قائم ہوجائے اور ہم سب کا فرض ہے کہ اس کو آباد رکھنے کی کوشش کریں اور جن لوگوں نے اس مدرسہ کو بنایا ہے یا باقی مدرسے جتنے بھی اس شہر اور علاقہ میں ہیں۔ یہ ان کے لئے بہت سعادت مندی کی بات ہے۔ اگر مدرسہ نہ ہو تو دین کا نام و نشان باقی نہیں رہتا۔ مسلمان بننا اور اپنی اولاد کو مسلمان بنا کے رکھنا ہماری لئے بہت بڑی ضرورت ہے۔

انہی الفاظ پر اپنے بیان کو ختم کرتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں بچوں کو بھی اور ان بچوں کے والدین کو بھی اور ان کے اساتذہ کو بھی جن کی محنت سے یہ تیار ہوئے اور ان صاحب خیر کو جن کے تعاون سے مدرسہ کا یہ سلسلہ چلا۔ سارے حضرات مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا عمل قبول فرمائے اور آخرت میں ہمارے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

متفرقات!

حافظ محمد انس!

غزوہ وسریہ

جن جنگوں میں آنحضرت a بذات خود شریک ہوئے انہیں غزوہ کہا جاتا ہے اور جن جنگوں میں آپ شریک نہیں ہوئے انہیں سریہ کہا جاتا ہے۔ تیئس سالہ دور نبوت کے تمام غزوات کی تعداد تیئس اور سرایا کی تعداد تینتالیس ہے۔ (تاریخ ملت ج۱ص۵۱طبع لاہور۲۰۱۲ء)

غزوہ بدر

۱۷رمضان المبارک ۲ہجری کو غزوہ بدر پیش آیا۔ جس میں ستر قریش مکہ کے سردار کام آئے اور ستر ہی قریش کے افراد و سردار گرفتار ہوئے۔ مسلمانوں کی طرف سے صرف بارہ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ (ایضاً ص۵۲)

موت وحیات کا مالک کون؟

۳ہجری میں بنی ثعلبہ اور بنی محارب ساڑھے چار سو افراد لے کر اہل مدینہ پر ڈاکہ زنی کے لئے آئے۔ آنحضرت a کو پتا چلا تو صحابہ کرامؓ کا لشکر لے مقابلہ کے لئے میدان میں آئے۔ بنی ثعلبہ و بنی محارب مقابلہ کی تاب نہ لا کر پہاڑوں میں چھپ گئے۔ مسلمان مال غنیمت جمع کرنے کے درپے ہوئے۔ اتنے میں بارش آگئی۔ تمام صحابہ کرامؓ بارش رکنے کے بعد اپنے بھیگے کپڑوں کو خشک کرنے کے لئے پھیلادیا۔ آنحضرت a نے ایک جگہ علیحدہ بھیگے کپڑے خشک کرنے کے لئے پھیلائے اور خود ایک درخت کے سایہ میں تنہا سوگئے۔ دعثور نامی ایک محارب کو پتہ چلا کہ آپ a اکیلے ہیں۔ وہ آیا للکار کر کہا کہ آپ a کو مجھ سے کون بچائے گا؟۔ آپ a کو کوئی حراس نہ ہوا۔ نہایت اطمینان سے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ‘‘ یہ جواب نبوی سن کر دعثور ایسا ہراساں ہوا کہ مارے دہشت کے اس کا جسم تھرتھر کانپنے لگا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی۔ آپ a نے اس کی تلوار کو پکڑا اور دعثور سے پوچھا کہ اب تو بتا کہ تجھے کون بچائے گا؟۔ دعثور نے کہا کوئی نہیں۔ آپ a نے اسے معاف کردیا۔ اس پر وہ مسلمان ہوگیا اور اپنی قوم کو بھی مسلمان بنادیا۔ یہ غزوہ بنی غطفان کا واقعہ ہے۔ (ایضاً ص۵۳)

نہایت ہی بدنصیب

غزوہ احد میں مسلمانوں کو اول میں فتح نصیب ہوئی۔ وہ مال غنیمت جمع کرنے لگے۔ ان کو دیکھ کر جن حضرات کو درہ کی حفاظت پر مامور کیا تھا۔ ان میں سے بعض درہ کی حفاظت سے بے خبر ہوگئے۔ کفار مکہ ہزیمت خوردہ ہوکر بھاگتے بھاگتے درہ کو خالی دیکھ کر مسلمانوں پر دوبارہ حملہ آور ہوگئے۔ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ آنحضرت a کو ایک کافر نے پتھر مارا۔ جس سے دندان مبارک شہید ہوئے۔ کفار مکہ نے مشہور کردیا کہ آپ a شہید ہوگئے۔ آپ a ساتھیوں کو لے کر پہاڑی پر چڑھے۔ صحابہ کرامؓ نے آپ a کو دیکھا تو تازہ دم ہوکر ڈٹ

گئے۔آپ a پہاڑی پر چڑھ رہے تھے کہ ابی ابن خلف جوش میں چیخ کر کہنے لگا کہ میں آپ a کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔آپ a نے سنا تو صحابہ کرامؓ سے فرمایا آنے دو۔وہ قریب آیا۔آپ a نے تاک کر نیزہ مارا۔ جس سے کاری زخم لگا جس سے وہ زخمی ہوا۔مکہ جاتے ہوئے راستہ میں اس زخم سے مردار ہوا۔ابی بن خلف یہ وہ بدنصیبوں کا سردار ہے جو آپ a کے ہاتھ سے مردار ہوا۔ورنہ زندگی بھر آپ a نے اپنے ہاتھ سے کسی کو مارنا پسند نہ کیا۔غزوہ احد میں تینتیس کفار مارے گئے اور ستر مسلمان شہید ہوئے۔ (ایضاً ص۵۵)

طبیب کی ضرورت نہیں

حضور a نے دعوتی مکتوب مختلف بادشاہوں کے نام روانہ فرمائے۔شاہ مقوقس مصر کے نام حضرت حاطب بن بلتعہ کے ذریعہ والا نامہ ارسال فرمایا۔شاہ مقوقس نے اسلام تو قبول نہ کیا۔البتہ آپ a کے والا نامہ کا بہت احترام کیا۔اسے ہاتھی دانت کی ڈبیا میں محفوظ کیا اور آپ a کے لئے قیمتی تحائف،غلام،باندیاں،چوپائے وغیرہ ارسال کئے۔ان تحائف میں ایک نباض طبیب بھی تھا۔آپ a نے تمام دیگر تحائف قبول فرمالئے۔البتہ حکیم وطبیب کو یہ کہہ کر واپس کردیا کہ ہم شدید بھوک لگنے پر کھانا کھاتے ہیں اور ابھی کچھ بھوک باقی ہوتی ہے کہ کھانے سے ہاتھ روک لیتے ہیں۔لہٰذا ہمیں طبیب کی ضرورت نہیں۔ (ایضاً ص۶۳)

حضور a کی شان معافی

خیبر کی جنگ میں سیدنا علیؓ شیر خدا نے کفار کے نامی گرامی بہادر انسان مرحب کا قصہ تمام کیا۔مرحب کی بہن زینب نے زہر آلود گوشت بھیجا۔رسول مقبول a نے صرف ایک بوٹی لی اور اسے بھی تھوک دیا۔دوسرے صحابیؓ بشیر بن براء گوشت کھا چکے تھے۔جس سے وہ انتقال کر گئے۔زینب پکڑی ہوئی آئی۔آپ a نے اس حرکت کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں نے سوچا اگر آپ a نبی ہوں گے تو آپ a کو اللہ تعالیٰ بتادیں گے۔آپ a کو کچھ نہ ہوگا۔اگر نبی نہ ہوئے تو ہمیں چھٹکارا مل جائے گا۔آپ a نے یہ جواب سن کر اسے معاف فرمادیا۔ (ایضاً ص۶۴)

تین سرداران مکہ کا قبول اسلام

صلح حدیبیہ کے بعد تین سرداران مکہ اسلام لائے۔جن سے آپ a کو بہت خوشی ہوئی۔۱......سیدنا خالد بن ولیدؓ......۲......سیدنا عمروؓ بن عاصؓ......۳......سیدنا عثمان بن طلحہؓ......آپ a نے سیدنا خالد بن ولیدؓ سے فرمایا کہ مجھے تمہاری سمجھداری سے توقع تھی کہ آپ اسلام لائیں گے۔سیدنا خالد بن ولیدؓ نے عرض کی کہ حالت کفر میں جو کوتاہیاں ہوئیں حالت اسلام میں ان کی تلافی ہوجائے گی۔اس پر آپ a نے دعا فرمائی۔ (ایضاً ص۶۴)

مولانا عبدالحکیم نعمانی کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے گزشتہ ماہ گگومنڈی،عارف والہ،پاکپتن، ملکہ ہانس،ساہیوال،نورشاہ اور کمیر کا تبلیغی واصلاحی دورہ کیا۔مختلف مساجد میں دروس ختم نبوت سے خطاب کیا۔

عجیب تر!

مولانا اللہ وسایا!

نہ معلوم پہلے ذکر ہوا یا نہیں۔ تاہم اکثر مجالس میں یہ واقعہ کثرت سے بیان ہوتا رہا۔ جو فقیر کی آپ بیتی سے تعلق رکھتا ہے۔ آج سے عشرہ ڈیڑھ عشرہ قبل برمنگھم ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہوا۔ اسی دوران کسی پروگرام کے بعد برمنگھم سے لندن واپسی بس کے ذریعہ ہوئی۔ بس ٹرمینل پر حاجی برادرم محمد معصوم خان یا کسی اور دوست نے سفر کے لئے کھانے پینے کا سامان رکھ دیا۔ اسی سامان سے ایک ٹافی فقیر کی واسکٹ کی جیب میں رہ گئی۔ برمنگھم سے لندن آنا ہوا۔ کئی روز بعد حجاز مقدس کے لئے عمرہ کا سفر تھا۔ زیب تن کپڑے اتارے۔ بیگ میں رکھ دیئے۔ احرام پہن لیا۔ حجاز مقدس میں گرمی تھی۔ اس لئے گرم موسم کا لباس زیب تن کیا۔ پاکستان واپسی ہوئی۔ یہاں بھی گرمی جوبن پر تھی۔ کئی ماہ تک وہ واسکٹ لپٹی لپٹائی بیگ میں رہی۔ موسم سرما شروع ہوا۔ اسے نکالا پہن لیا۔ گھر، ملتان، لاہور، پتہ نہیں کہاں کہاں پھرتا رہا۔ اس دوران ڈسکہ کے قریب قاری عبدالستار پڑھاتے تھے۔ ان کے ہاں جانا ہوا۔ میرے ایک عزیز محمد عاقب حفظ کر رہے تھے۔ وہ ملے تو اتفاق سے فقیر کا ہاتھ واسکٹ کی جیب میں گیا تو مہینوں پہلے والی جیب میں رکھی ٹافی مل گئی۔ جو اس عزیز کو دی۔ تب خیال ہوا کہ کہاں ٹافی کے اجزا پیدا ہوئے ہوں گے۔ کہاں پلے پوسے۔ کس فیکٹری میں یہ ٹافی تیار ہوئی۔ برمنگھم، لندن، مکہ، مدینہ، ریاض، جدہ، کراچی، بہاول پور، ملتان، لاہور کا سفر ہوا۔ بالآخر مہینوں بعد جس کو جس وقت جس جگہ ملنی تھی۔ وہ اس کا مقدر بنی۔ سچ ہے (النصیب یصیب ولو کان تحت الجبلین)

اس واقعہ کے بیان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ گزشتہ ہفتہ ۱۸ر فروری ۲۰۱۳ء صبح نماز کے بعد فقیر گوجرانوالہ مجلس کے دفتر میں تھا۔ حضرت قاری منیر احمد اچانک تشریف لائے۔ بارش کے باعث شدید دھند اور سردی میں ان کے آنے سے ان کی تکلیف کا احساس ہوا تو فقیر نے عرض کیا کہ آپ نے زحمت کی۔ انہوں نے فقط ایک چائے کا کپ لیا۔ اتنے میں مجلس کے برخواست کرنے کا خیال ہوا۔ تو فقیر نے عرض کیا کہ یہ چائے کی پیالی آپ کے حصہ کی تھی۔ اس کے لئے مقدر آپ کو کھینچ لایا۔ تو اس پر انہوں نے ایک واقعہ سنایا۔ جو آپ دوستوں کو بھی سنانا مقصود ہے۔

قاری صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے گوجرانوالہ میں باؤ صاحب (سلیم) ہوتے تھے۔ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے وہ بیعت تھے۔ بیمار تھے۔ قاری صاحب فرماتے ہیں کہ میں عیادت کے لئے گیا۔ باؤ صاحب ایک ضرورت سے اٹھے۔ اپنی رکھی اشیاء سے کوئی دوائی تلاش کرتے کرتے ایک ڈبی ہاتھ لگی۔ اسے کھولا تو زمین پر بیٹھ کر زار زار رونے لگے۔ ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں ڈر گیا۔ اٹھا اور ان کے کاندھے دبائے۔ انہیں اٹھایا۔ بستر پر لٹایا۔ مگر وہ برابر حالت آہ و بکا میں رہے۔ جب کافی دیر بعد طبیعت سنبھلی تو میں نے پوچھا کیا ہوا؟ فرمایا کہ آج سے دس بارہ

سال قبل حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ نے مجھے مدینہ طیبہ مسجد نبوی میں عجوہ کی کھجور کے یہ چند دانے عنایت فرمائے تھے۔اس ڈبی میں رکھ دیئے۔آج اتفاق سے اتنے عرصے بعد ملے تو مدینہ طیبہ، مسجد نبوی، اپنے مرحوم شیخ مولانا عبیداللہ انورؒ کی یادوں نے تڑپادیا۔حیران ہوں کہ اتنا عرصہ کیسے یہ رکھی۔اس لئے اب آپ لے لیں۔یہ کہہ کر انہوں نے وہ تمام کھجور مجھے (قاری صاحب) پکڑادیں۔قاری صاحب فرماتے کہ ایک آدھ دانا تو میں نے استعمال کرلیا۔باقی رکھ لیں۔کافی عرصہ بعد حضرت مولانا محمد اجمل قادری گوجرانوالہ تشریف لائے۔اس دوران باؤ صاحب کا بھی وصال ہو چکا تھا۔تو مجھے (قاری صاحب) کو یاد آیا۔وہ بقیہ کھجوریں میں نے حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری کو دیں کہ یہ آپ کے والد گرامی کے ہاتھوں قدرت نے ان مراحل سے گزار کر آپ کو آپ کا نصیب پہنچادیا ہے۔میاں محمد اجمل صاحب بھی تفصیل سن کر زاروقطار رو دیئے۔سچ ہے (النصیب یصیب ولو کان تحت الجبلین ومالا النصیب لا یصیب ولوکان تحت الشفتین)!

ختم نبوت کانفرنس میاں چنوں

۲۰رفروری ۲۰۱۳ء بروز بعد نماز عشاء سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔نقابت کے فرائض مولانا محمد قاسم طارق نے سرانجام دیئے۔کانفرنس سے مولانا محمد سجاد نورانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا عبدالکریم ندیم نے خطاب فرمایا۔جبکہ میزبانی کے فرائض چوہدری محمد جاوید اور مرزا عبدالوحید اور دیگر احباب نے انجام دیئے۔کانفرنس تقریبارات دو بجے تک جاری رہی۔

ختم نبوت کورس بہاول نگر

۲۱ربیع الاول بروز اتوار بعد نماز مغرب ختم نبوت کورس کی پہلی نشست مدینہ جامع مسجد میں شروع ہوئی۔مولانا محمد قاسم رحمانی نے امراء ختم نبوت کی خدمات پر گفتگو کی۔مولانا محمد اسحاق ساقی نے جماعتی پالیسی اور مبلغین کی شبانہ روز کاوشوں کو خراج عقیدت پیش کیا۔آخری بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کیا۔دوسرے روز ۲۲ربیع الاول کو صبح کا درس مولانا محمد اسماعیل نے جامع مسجد عثمانیہ نظام پورہ، مولانا محمد اسحاق ساقی جامع مسجد خضریٰ شہزاد نگر میں دیا۔دن کو مولانا فیض احمد کی بیمار پرسی کی۔بعد نماز مغرب کورس کی دوسری نشست شروع ہوئی۔مولانا محمد اسماعیل نے عقیدہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل دیئے اور قادیانی اشکالات کا رد کیا۔

۲۳ربیع الاول کو صبح کا درس مولانا محمد اسحاق ساقی نے جامع مسجد مدنی مدنی کالونی، مبلغ بہاول نگر مولانا محمد قاسم رحمانی نے جامع مسجد بحری قریش میں دیا۔بعد نماز مغرب کورس کی آخری نشست جامعۃ العلوم عیدگاہ کی وسیع وعریض مسجد میں ہوئی۔مبلغ بہاول نگر مولانا محمد قاسم رحمانی نے ظہور مہدی علیہ الرضوان پر بیان کیا۔مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے نزول عیسیٰ علیہ السلام پر بیان کیا۔بعد نماز عشاء سوال وجواب کی محفل ہوئی۔طلبہ نے مختلف سوالات کئے۔مولانا نے جوابات دیئے۔تینوں دن سامعین نے نوٹ بھی لکھے۔

خدائی فیصلہ برحق ہے!

مولانا قاضی احسان احمد!

کسی بھی مذہب وملت کے کچھ بنیادی عقائد ونظریات اور مسلمہ اصول ہوتے ہیں جو اس مذہب وملت کو دوسرے اقوام ومذاہب سے جدا کرتے ہیں، جیسے ہمارے معاشرے میں پائے جانے والے ہندو، سکھ اور عیسائی سب ایک دوسرے سے اپنے عقائد ونظریات اور اصول کے فرق کی بنا پر ایک دوسرے سے جدا ہیں، ایسے ہی اس دھرتی پر بسنے والے مسلمان بھی اپنا ایک الگ تشخص اور پہچان رکھتے ہیں، وہ عقائد جو ایک مسلمان کے حلقہ بگوش اسلام اور صاحب ایمان ہونے کے لئے ضروری ہیں جن کو تسلیم کئے بغیر ایمان واسلام کی حسین وجمیل وادی میں قدم نہیں رکھا جاسکتا، انہیں ضروریات دین کہتے ہیں، انہی ضروریات دین میں سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر موجود ہونا اور قرب قیامت میں دوبارہ نازل ہونے کا عقیدہ بھی ہے۔قرآن کریم نے اس فیصلے کا اٹل اعلان فرمادیا کہ یہودیوں کا دعویٰ قتل مسیح قطعاً صحیح نہ تھا بلکہ غلط تھا، نیز نصاریٰ کا یہ کہنا بھی درست نہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کردیا گیا، لیکن تین دن کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر آسمان پر چلے گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے لئے جو خالق کائنات کے نبی برحق تھے، قتل اور سولی کی ناپاک تدبیر کی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”ایک ان کی تدبیر تھی اور ایک میری تدبیر تھی، یقیناً ذات باری تعالیٰ غالب ہے اس لئے غالب کی تدبیر ہی غالب آنا تھی، نہ ہی وہ سولی دے سکے اور نہ ہی قتل کرسکے میں نے اپنی طرف اٹھالیا۔“

غور فرمایئے! جہاں اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کے ہفوات کی تردید فرمائی، وہاں اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی تصدیق فرمائی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا صحیح اور حقیقت پرمبنی ہے۔

اب اگر قرآن کے اس صحیح، صریح، فیصلہ کن بیان کو کوئی تسلیم نہ کرے اور محض اس لئے انکار کرے کہ اس کی ناقص عقل کا فتویٰ، اس خدائی فیصلہ کے خلاف ہے تو اس میں اس کوتاہ نظر اور کم علم وعقل کا قصور ہے نہ کہ خالق کائنات جلالت شان کا، ایک مسلمان کے لئے اس حقیقت کو مان لینا اتنا ہی ضروری اور آسان ہے جتنا دن کے اجالے میں سورج کی حقیقت کو تسلیم کرنا، رات کی تاریکی میں چاند، تارے کے وجود کو تسلیم کرنا۔ جیسے کسی مسلمان کے لئے اس پر ایمان لانا آسان اور یقینی ہے کہ آدم علیہ السلام ازروئے قرآن بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔

آدم علیہ السلام کا قیام جنت میں ہونا، آدم علیہ السلام کا جنت سے دنیا میں تشریف لانا، آتش نمرود میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا زندہ رہنا، عصائے موسیٰ علیہ السلام کا اژدھا بن جانا۔ عصائے موسیٰ علیہ السلام کے پتھر پر مارے جانے سے چشموں کا جاری ہونا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک سے چاند کا دوٹکڑے

ہونا۔ آن کی آن میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ جانا اور پھر سدرۃ المنتہیٰ تک کا سفر کرنا اور واپس آنا یعنی معراج جسمانی کا تسلیم کرنا۔ مشرکین وکفار مکہ کے درمیان سے حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعافیت وسلامت نکل جانا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ کے پیدا ہونا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بحکم الٰہی مُردوں کو زندہ کرنا اور اسی طرح قرآن وسنت میں بے شمار خارق عادت امور کا بیان ہونا اور ان تمام پر ایمان رکھنا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یہود ونصاریٰ کی دست برد سے محفوظ رہنا اور بجسد عنصری صحیح سلامت آسمان پر تشریف لے جانا اور پھر دوبارہ قرب قیامت میں دنیا میں تشریف لانا ماننا کوئی مشکل نہیں بلکہ آسان اور یقینی امر ہے۔ الحمدللہ!

قارئین کرام اب ذرا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیات پر نظر ڈالیں کہ اللہ تعالیٰ نے کن بے شمار خصوصیات اور فضائل ومناقب سے حضرت ابن مریم کو نوازا تھا، عقل کے اندھے، اگر غور فرمائیں تو ایمان وسلامتی کی منزل دور نہیں، بلکہ قریب تر ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اگر آسمان سے ان کے لئے کھانا نازل ہوسکتا ہے تو خود صاحب دعا کو آسمان پر کیوں کر نہیں لی سکتا؟

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی مُردوں کو زندہ کردیتے تھے، کیا وہ خدائے پاک اس بات پر قادر نہیں کہ آپ کو آسمان پر طویل عمر عطا فرمائیں؟ مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مار کر حیات پیدا کردینے والے کی اپنی حیات کا کیا عالم ہوگا، جس کے ایک اشارہ سے مٹی میں جان آجاتی ہے اور وہ پرندہ اڑنے لگ جاتا ہے۔

نفخ جبرائیل سے پیدا ہونا اس بات کی ترجمانی بھی کرتا ہے کہ ان پر خاکی صفات کی جگہ ملکوتی صفات کا بھی غلبہ ہے، اور بھی بہت ساری خصوصیات قلم بند کی جاسکتی ہیں۔

ان سطور بالا کی روشنی میں ثابت ہوا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کوئی ایسی چیز نہیں جس کا حقیقت کی دنیا سے کوئی تعلق نہ ہو، بلکہ عقل ودانش، فہم وشعور، اس کو قبول کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا رفع، نزول، حیات تمام عقائد اسلام برحق، قرآن وسنت، اجماع صحابہؓ، اجماع امت اور آثار امت کی روشنی میں قرین تسلیم ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے چند ایک یہاں درج کردیے جائیں:

۱...... چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، اور مال ودولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا، حتیٰ کہ ایک سجدہ (اس وقت کے لوگوں کے نزدیک) دنیا وما فیہا سے بہتر ہوگا۔'' (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۴۹۰)

۲...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے: ''اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ہاتھ سے

دجال کو قتل کرے گا ملک شام میں تین گھڑی دن چڑھے، ایک گھاٹی پر، جس کو افیق کی گھاٹی کہا جاتا ہے۔“

(کنز العمال، ص:۶۱۴، ج:۱۴)

۳…… ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث خروج دجال کے بارے میں مروی ہے: ”یہاں تک کہ دجال فلسطین میں باب لد کے پاس پہنچے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اس کو قتل کریں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے ٹھہریں گے۔“

(مسند احمد، ج:۶، ص:۷۵)

۴…… حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر لڑتی اور قیامت تک غالب رہے گی۔ پس عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر (امام مہدی) عرض کرے گا کہ تشریف لائیے ہمیں نماز پڑھائیے۔ آپ علیہ السلام فرمائیں گے: نہیں! تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں، یہ حق تعالیٰ کی جانب سے اس امت کا اعزاز ہے۔“

(مسند احمد، ۳:۳۴۵)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں ”التصریح بما تواتر فی نزول المسیح۔“

تعزیتی جلسہ

جامع مسجد پیارے والی میں امام اہل سنت، مناظر اعظم، حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کی یاد میں ۲۸ رجنوری ۲۰۱۳ء بعد نماز مغرب تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس کا انتظام مولانا عبدالقدوس چشتی نے کیا۔ تعزیتی جلسہ سے جانشین حضرت علامہ تونسویؒ، مولانا عبدالغفار تونسوی صدر تحریک تنظیم اہل سنت پاکستان مولانا قاضی محمد عبیداللہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے حضرت علامہ تونسوی کو ان کی تبلیغی، تحریکی، مسلکی خدمات اور عوام کے عقائد و اعمال کی اصلاح پر انہیں شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ جلسہ رات گئے تک جاری رہا۔ جلسہ کا انتظام مولانا عبدالقدوس چشتی، مولانا محمد اقبال میلسوی، علامہ محمد اسلام سلفی نے کیا۔ جبکہ صدارت جامع مسجد پیارے والی کے منتظم مولانا عبدالغنی چشتی نے کی۔ جلسہ سے فراغت کے بعد مبلغین ختم نبوت سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت مولانا علی المرتضیٰ نقشبندیؒ کے جانشین مولانا محمد اسحاق مدظلہ کی دعوت پر گدائی تشریف لے گئے۔ رات کا قیام گدائی شریف میں ہوا۔ صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد گدائی میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت مولانا علی المرتضیٰؒ کو ان کی اصلاحی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت موصوف جنوبی پنجاب کے معروف نقشبندی بزرگ حضرت اقدس شاہ فضل علی قریشی مسکین پوریؒ اور استاذ العلماء، مرشد الصلحاء، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے مختلف سلاسل میں اجازت حاصل کی اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں ذکر و فکر کی مجالس قائم کیں اور لوگوں کو یاد اللہ سے وابستہ کر کے انہیں ذاکر و شاکر بنا دیا۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد مولانا شجاع آبادی خانیوال کے لئے تشریف لے گئے۔

عاشقان ختم نبوت!

قاری جنید احمد فردوسی!

الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں۔ ختم نبوت پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کی پہچان ہے۔ حضور اکرم a اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اس عقیدہ پر امت مسلمہ کے تمام افراد متفق ہیں۔ آپ a کے بعد جو بھی دعویٰ نبوت کرے۔ وہ کذاب دجال اور مفتری ہے۔ اس عقیدے پر ایک سو آیات قرآنی اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔ حضور a پر نازل ہونے والی کتاب خاتم الکتب السماوی، حضور a کا دین، خاتم الادیان، حضور a کی شریعت، خاتم الشرائع، حضور a خاتم الانبیاء اور حضور a کی نبوت آخری نبوت ہے۔ آنحضرت خاتم النبیین a کی آمد مبارکہ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا۔ خود محسن انسانیت a نے فرمایا: ''(قصر نبوت کی) آخری اینٹ ہوں اور میرے آنے کے بعد قصر نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گیا اور میں آخری نبی ہوں۔'' (صحیح بخاری، باب خاتم النبیین، ج۱ص۵۰۱)

عہد رسالت سے لے کر آج تک سینکڑوں بدنصیبوں نے نبوت کے دعوے کئے۔ لیکن تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب بھی کسی بدباطن نے تاج ختم نبوت کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا، تو غیور مسلمانوں نے ایسے بدبخت کو اللہ کی زمین پر گوارہ نہیں کیا۔ سرزمین ہندوستان میں جب انگریزوں کے تاریک دور میں کفر والحاد کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے سرتوڑ کوششیں کی جارہی تھی۔ اس ملحدانہ دور میں اسلام پر کاری ضرب لگانے کے لئے جعلی نبوت کی بھیانک سازش تیار کی گئی اور اشارہ فرنگی پر ایک ضمیر فروش مرزا غلام قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ پاکستان بننے کے بعد قادیانیوں نے پاکستان میں قادیانیت کو نئی بنیادوں پر استوار کیا اور قادیانیوں کے مشن ارتداد کو چلانے کے لئے راستہ ہموار کیا۔ ظفر اللہ قادیانی نے انہیں کلیدی عہدوں پر بٹھایا اور مجاہدین ختم نبوت کو خون کے آنسو رلایا گیا۔ آج بھی غلامان محمد a کو تکلیفیں دے دے کر ستایا جارہا ہے۔ لیکن قادیانیت کو بچایا جارہا ہے۔ حالات کی ان سختیوں اور چیرہ دستیوں کے باوجود خدام ختم نبوت، باغیان ختم نبوت سے ہر محاذ پر معرکہ زن ہیں اور قادیانیت کے صنم کدے ویران ہورہے ہیں۔ محمد عربی a کے پروانوں کا یہ اعلان ہے کہ اب دجل وفریب سے مرکب قادیانیت کی قباء کو چاک کیا جائے گا۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں:

عمل کا وقت

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک طالب علم ہاتھ میں کتابیں لئے کالج جارہا تھا۔ سامنے تحریک کے شرکاء پر گولیاں چل رہی تھیں۔ کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا۔ کسی نے پوچھا یہ کیا؟ جواب میں کہا کہ آج تک پڑھتا رہا ہوں۔ آج عمل کرنے جارہا ہوں۔ جاتے ہی ران پر گولی لگی۔ گر گیا۔ پولیس والے نے آکر اٹھایا تو شیر کی طرح گرجدار آواز میں کہا کہ گولی ران پر کیوں ماری ہے؟ عشق مصطفی a تو دل میں ہے۔ یہاں دل پر گولی مارو کہ قلب وجگر کو

سکون ملے۔ اسی تحریک ختم نبوت میں لاہور کی سڑکوں پر ایک مسلمان دیوانہ وار ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا رہا تھا۔ پولیس نے پکڑ کر تھپڑ مارا۔ اس پر اس نے پھر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ پولیس نے بندوق کا بٹ مارا۔ اس نے پھر نعرہ لگایا۔ وہ مارتے رہے۔ یہ نعرہ لگاتا رہا۔ اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا۔ یہ زخموں سے چور چور پھر بھی ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتا رہا۔ اسے گاڑی سے اتارا گیا تو بھی نعرہ لگاتا رہا۔ اسے فوجی عدالت میں لایا گیا۔ اس نے عدالت میں آتے ہی ختم نبوت کا نعرہ لگایا۔ فوجی نے کہا ایک سال سزا۔ اس نے سال کی سزا سن کر پھر ختم نبوت کا نعرہ لگایا۔ اس نے سزا دو سال کر دی۔ اس نے پھر یہ نعرہ لگایا۔ غرضیکہ فوجی سزا بڑھاتا رہا اور یہ مسلمان نعرہ ختم نبوت بلند کرتا رہا۔ فوجی عدالت جب بیس سال پر پہنچی۔ دیکھا کہ بیس سال کی سزا سن کر یہ پھر بھی نعرے سے باز نہیں آ رہا تو فوجی عدالت نے کہا کہ باہر لے جا کر گولی مار دو۔ اس نے گولی کا نام سن کر دیوانہ وار رقص شروع کر دیا اور ساتھ ہی ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف ترانہ سے ایمان پرور وجد آفرین کیفیت طاری کر دی۔ یہ حالت دیکھ کر عدالت نے کہا کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ اسے رہا کر دو اس نے رہائی کا حکم سن کر پھر نعرہ لگایا ''ختم نبوت زندہ باد۔''

اذان

معلوم ہوا کہ اسی تحریک میں کرفیو لگ گیا۔ اذان کے وقت ایک مسلمان کرفیو کی خلاف ورزی کر کے آگے بڑھا۔ مسجد میں پہنچ کر اذان دی۔ ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگی۔ ڈھیر ہو گیا۔ دوسرا مسلمان آگے بڑھا۔ اس نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تھا کہ گولی لگی۔ ڈھیر ہو گیا۔ تیسرا مسلمان آگے بڑھا۔ ان کی لاشوں پر کھڑا ہو کر اشھد ان محمد رسول اللہ کہا کہ گولی لگی۔ ڈھیر ہو گیا۔ چوتھا آدمی بڑھا۔ تینوں کی لاشوں پر کھڑا ہو کر اشھد ان محمد رسول اللہ کہا کہ گولی لگی۔ ڈھیر ہو گیا۔ پانچواں مسلمان بڑھا۔ غرض یہ کہ باری باری نو مسلمان شہید ہو گئے۔ مگر اذان پوری کر کے چھوڑی۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

فرض کفایہ اور فرض عین

زین العابدین مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ شدید بیمار ہو گیا۔ مولانا اپنے لخت جگر کو دوائی دے رہے تھے۔ اسی اثناء میں دروازے پر دستک ہوئی۔ مولانا باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک آدمی کھڑا ہے۔ اس نے درخواست کی کہ فلاں مقام پر ایک بدنام زمانہ اور خطرناک قادیانی مبلغ اللہ دتہ گھس آیا ہے اور لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھنسا رہا ہے۔ فتنہ پھیلنے کا انتہائی اندیشہ ہے۔ لہٰذا فوراً چلئے۔ مولانا نے کتابوں کا ایک بیگ اٹھایا اور چل پڑے۔ بیوی نے کہا، بچے کی حالت خراب ہے۔ فرمایا ضروری کام ہے۔ میرے جانے کے بعد بچہ مر جائے تو دفن کر دینا۔ ابھی سواری پر سوار ہوئے ہی تھے کہ گھر کی طرف سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا۔ آپ کا نور نظر فوت ہو گیا ہے۔ لیکن عاشق رسول a نے جواب دیا کہ میرے فرزند کو کفن پہنا کر دفن کر دیں۔ میں اپنے مشن پر جا رہا ہوں اور فرمایا نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور تحفظ ناموس رسالت a فرض عین۔ وہاں پہنچ کر قادیانی مردود کو اس علاقہ سے ذلیل وخوار کر کے نکالا۔

معارف خطبہ نکاح!

قسط نمبر:1

مولانا محمد یوسف خان!

ذیل میں جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف مدظلہ کا ''معارف خطبہ نکاح'' کے عنوان سے ایک خطاب شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ جو جامعہ کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم مدظلہ کے پیش خدمت کے ساتھ حاضر خدمت ہے۔ ادارہ!

آج ہر طرف بڑی تیزی کے ساتھ ازدواجی زندگی میں ناکامی اور دن بدن معاشرے میں لوگوں میں بے چینی، بے سکونی اور اولاد میں نافرمانی کے واقعات میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آج کے میڈیا کی گندی ثقافتی یلغار نے ہمیں مغربی معاشرے کے نت نئے اثرات اور اپنے معاشرے میں Woman rights اور Human rights کے لبادے میں خود عورت اور انسانیت کو تباہ کردینے کے ایسے طریقے ایجاد کردیے ہیں کہ دیکھنے میں وہ جتنے حسین نظر آتے ہیں، اندر سے اتنے ہی انسانیت کے چہرے پر بدنما داغ ہیں۔ جس کی کھلی مثال خود ان کا معاشرہ ہے کہ جہاں کسی رشتہ کی کوئی قدر نہیں۔ دوسری بڑی غلطی جو آج کل کے پڑھے لکھے والدین میں بھی ہے اور ان پڑھ والدین بھی اس میں ملوث ہیں کہ مغربی میڈیا اور مغرب کے پروپیگنڈہ کے سامنے دینی شعائر سے بالکل ناواقفیت ہے اور یہ ایک وجہ جنریشن گیپ کی بھی ہے۔ میرے دادا استاذ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ میاں بیوی ایک ہوں اور نیک ہوں تو زندگی بن جاتی ہے۔ یعنی فرمایا کہ ایک ہوں اور نیک نہ ہوں پھر بھی بات نہیں بنتی اور نیک ہوں اور ایک نہ ہوں، تب بھی بات نہیں بنتی۔

مجھے یہاں ایک روایت یاد آگئی کہ ایک مرتبہ نبی کریم a حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا تو حضرت فاطمہؓ رو رہی ہیں۔ وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ سے جھگڑا ہوا ہے۔ تو آپ a یہ سنتے ہی بازار تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ کو ڈھونڈنے لگے۔ آخر ایک مسجد میں پالیا اور ان کو لے کر گھر تشریف لائے اور پہلے حضرت فاطمہؓ (لاڈلی بیٹی کہ جس سے پیاری کوئی اور نہ ہوگی) کو فرمایا کہ فاطمہؓ! تم علیؓ کو تنگ نہ کیا کرو۔ یہ نہ سمجھنا کہ محمد a تم کو قیامت کے دن علیؓ کے دل دکھانے کے عوض معاف کروالے گا اور پھر حضرت علیؓ کو سمجھایا کہ علیؓ! تم فاطمہؓ کی دلجوئی کیا کرو۔ دیکھو اتنا خیال کرلیا کرو کہ اس کا دل دکھے گا تو محمد a کا دل دکھے گا۔

ذرا انداز بیان دیکھیں اور دیکھیں کہ نقطہ نظر اور انداز فکر بدل دیا۔ مجھے ایک اور بات یاد آگئی کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے آج تک یاد نہیں کہ آپ a گھر تشریف لائے ہوں اور آپ a کے چہرے پر مسکراہٹ نہ ہو۔ اس پر میں اپنے ایک دوست کا واقعہ بیان کروں کہ جب میرے اس عزیز نے حدیث سنی تو اس کے کچھ عرصہ کے بعد میرے پاس آیا اور بولا کہ یہ حدیث ادھوری ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگا آج جب میں گھر سے کام کے لئے جانے لگا تو بیگم صاحبہ نے کوئی بات کی اور پھر ان کا میرے ساتھ جھگڑا ہوگیا۔ بہرحال میں کام پر چلا گیا۔

شام واپس گھر پہنچا تو اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے میں مسکراتے ہوئے گھر داخل ہوا۔ مگر بیگم صاحبہ چونکہ صبح سے ناراض تھیں۔ تو میں نے سلام کے بعد کہا کہ مجھے آج معلوم ہوا کہ یہ حدیث ادھوری ہے۔ اس میں یہ ذکر ہی نہیں کہ جواب میں حضرت عائشہؓ یا دوسری ازواج مطہرات کا کیا ردعمل ہوتا تھا۔

بس یہ بات کرنی تھی کہ وہ میرے دوست کی بیگم صاحبہ کا مزاج بھی درست ہوگیا اور اللہ بھی راضی ہوگیا۔

انسان اگر دین کو سمجھ لے اور اسوۂ رسول a کا مطالعہ کرے۔ بلکہ اس نام سے میرے شیخ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی کی جو کتاب (بڑی منفرد کتاب ہے) اس کی تعلیم گھر میں کرے تو انشاء اللہ زندگی جنت کا نمونہ بن جائے گی۔

میرے عزیز ومحترم اور جامعہ کے محبوب استاد حضرت مولانا محمد یوسف خان دامت برکاتہم العالیہ نے خطبہ نکاح پر انتہائی قیمتی باتیں لکھی ہیں۔ ان کو بار بار پڑھیں اور سمجھیں۔ انشاء اللہ بے حد نفع ہوگا۔ اللہ رب العزت ان کے اس قیمتی نصائح کو امت کے لئے مفید بنائے اور ان کو اجر عظیم عطاء فرمائے۔ آمین! طالب دعا: فضل الرحیم اشرفی

”نحمده ونصلی علی رسوله الكريم ۰ امابعد! فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ۰ وقال تعالیٰ فی القرآن المجيد! ياايهاالناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء ۰ واتقوا الله الذى تساء لون به والارحام ۰ ان الله كان عليكم رقيبا ۰ وقال تعالیٰ! فى مقام آخر ياايهاالذين امنوا اتقوالله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۰ وقال تعالیٰ فى مقام آخر ۰ ياايها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا ۰ يصلح لكم اعمالكم ويغفرلكم ذنوبكم ۰ ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاعظيما ۰ وقال تعالیٰ! الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم فالصالحات قانتات حافظات للغيب بما حفظ الله ۰ والتى تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فى المضاجع واضربوهن فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا ۰ ان الله كان عليا كبيرا ۰ وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما ۰ ان الله كان عليما خبيرا ۰ وقال تعالیٰ! الطلاق مرتان فامساك بمعروف اوتسريح باحسان ولا يحل لكم ان تاخذو مما اتيتموهن شيئا الا ان يخافا ان لا يقيما حدود الله ۰ فان خفتم الا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به تلك حدود الله فلا تعتدوهاومن يتعد حدود الله فاولائك هم الظالمون۰ صدق الله العظيم!

انسان کا علم ناقص ہے

اللہ تعالیٰ اس انسان کا خالق بھی ہے اور اس انسان کا مالک بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو اس دنیا کے اندر زندگی گزارنے کے لئے کچھ اصول اور ضابطے عطاء فرمائے ہیں۔ یہ انسان اپنے بارے میں خود بھی اتنا نہیں جانتا جتنا خالق جانتا ہے۔ اس لئے بسا اوقات یہ انسان جب جوانی کی زندگی میں وقت گزار رہا ہوتا ہے تو اس وقت یہ بسا اوقات اپنے ماں باپ کو اپنے بڑوں کو یہ جملہ کہتا ہے کہ آپ نہیں سمجھ سکتے۔ آپ کو معلوم نہیں ہے۔ میں جانتا

ہوں کہ میرے لئے کیا اچھا ہے؟ کیا برا ہے؟ میں نے اس سے اگلی بات عرض کی ہے کہ نوجوان جتنا اپنے بارے میں جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اس نوجوان کے بارے میں جانتا ہے۔

آج کے نوجوان کی سوچ

آج معاشرے میں جب نوجوان سوچتا ہے کہ میں معاشرے میں اپنی خواہشات کو پورا کرلوں۔ تو یہ سوچنا کوئی بری بات نہیں ہے۔ یہ بات طے فرمالیں کہ اپنی مرضی کے مطابق، اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزارنا یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ اس سے دین نے منع نہیں کیا۔ صرف ان خواہشات کا اور مرضیات کا رخ بدلنا ہے۔ کہیں بھی اسلام نے نوجوان کی یا کسی بھی شخص کی خواہشات کو کچلنے کا حکم نہیں دیا اور مذاہب میں سکھایا جاتا ہے۔ بدھ مت میں سکھایا جاتا ہے۔ کیموزم میں سکھایا جاتا ہے۔ اسلام میں نہیں سکھایا جاتا۔ خواہشات کو کچلنا، خواہشات کو دبا دینا یہ اسلام نہیں سکھاتا کہ زندگی تنہائیوں میں اور اجاڑ جگہوں میں گزارنا اور معاشرے سے کٹ کر زندگی گزارنا اس سے تو اسلام نے منع کیا ہے۔ یہ رہبانیت ہے۔

اسلام نے صرف خواہشات کا رخ بدلا ہے

اسلام نے صرف خواہشات کا رخ بدلا ہے۔ اس نوجوان کو صرف خواہشات کا رخ بدلنا ہے؟ یہ نوجوان اپنی مرضی پوری کرے۔ اپنی خواہشات کو پورا کرے۔ لیکن ایک حدیث ذہن میں رکھ لے کہ نبی کریم a نے ایک اصول بتادیا: ''لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ'' ﴿تم میں سے کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی خواہشات اس دین کے تابع نہ ہوجائیں جو میں لے کر آیا ہوں۔﴾ اتنا سا کام کرنا ہے۔ آپ اپنی مرضی اور خواہش کو پورا کریں۔ لیکن اس میں صرف یہ دیکھ لیں کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول a کی مرضی کیا ہے۔ اس کو کس طریقے سے پورا کرنا ہے؟ آج کا نوجوان شادی کرنا چاہتا ہے۔ اپنی مرضی پوری کرنا چاہتا ہے۔ اسلام نے اس کو تو نہیں روکا لیکن اس کا ڈھنگ اور طریقہ بتایا کہ یہ انسان جب رشتہ تلاش کرے تو نبی کریم a نے اس کے لئے چند چیزیں بتائی ہیں۔ ان کو دیکھ لیں۔

سب سے پہلے دین کو دیکھیں

سب سے پہلے دین کو دیکھ لیں کہ وہ مسلمان بھی ہے کہ نہیں اور یہ باتیں جو عرض کر رہا ہوں۔ یہ باتیں وہ حضرات بھی ذہن میں رکھیں جو اپنے بچوں اور بچیوں کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ رشتوں کی تلاش میں ہیں۔ اپنے بیٹے کے لئے یا اپنی بیٹی کے لئے انہیں یہ باتیں ذہن میں رکھنی ہوں گی۔ دیکھنا ہوگا کہ دین نے ہمیں کیا سکھایا ہے۔ تو سب سے پہلے دیکھیں کہ مسلمان بھی ہے یا نہیں۔ اس کے بعد اس کے حسب ونسب کو دیکھو۔ اسلام نے حسب ونسب کے دیکھنے کی بھی ترغیب دی ہے۔

اہم سوال کا جواب

[redacted]

ہے۔سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے کو بہت واضح فرمادیا:’’یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر وانثا وجعلنا شعوبا وقبائل لتعارفوا۰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ‘‘﴿اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ہم نے تمہیں مختلف قبیلوں، مختلف خاندانوں میں بنایا۔﴾ خاندانوں کی تقسیم۔برادریوں کی تقسیم۔اس کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے۔یہ تقسیم اللہ نے خود بنائی ہے۔تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔یہ قبیلوں، یہ خاندانوں، یہ برادریوں کی تقسیم فطری ہے۔یہ قدرتی تقسیم ہے۔لیکن غلطی کہاں ہوئی؟ اس کی نشاندہی ذرا ذہن میں رکھ لیں۔ہم نے خاندانوں، برادریوں اور قبیلوں کی تقسیم کو عزت وذلت کا معیار بنالیا۔اللہ نے اس تقسیم کا مقصد یہ بتایا تھا:’’وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ‘‘﴿تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔﴾ اور اللہ کو بھی معلوم تھا کہ اس انسان کو جب میں قبیلوں اور برادریوں میں تقسیم کروں گا تو یہ اس کو عزت وذلت کا معیار بنائے گا۔آیت کے اگلے حصے میں فوراً اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب بھی دے دیا کہ ہم نے تمہیں مختلف قبیلوں اور خاندانوں میں پیدا کیا ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ تاکہ تم ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرو۔ایک دوسرے کو پہچانو۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی یاد رکھو:’’ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ‘‘﴿کہ عزت اور ذلت کا معیار اللہ کے ہاں تقویٰ ہے۔﴾ تم میں سے اللہ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔جتنا انسان دین پر چلنے والا ہے۔اللہ کے ہاں اتنا ہی عزت والا ہے۔تو رشتے دیکھتے وقت حسب ونسب کو دیکھیں۔دین کو دیکھیں۔اخلاق وکردار کو دیکھیں۔اس کی شکل وصورت کو دیکھیں۔پھر نمبرہ پر فرمایا اس کے مال ودولت کو دیکھیں۔نبی کریم a نے کفو کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ہم پلہ رشتہ کیسا ہو اس کے اندر یہ چیزیں انسان تلاش کرے۔سو فیصد نہ سہی تو انسان جتنا بہتر سے بہتر تلاش کرسکتا ہو کرے۔آج نوجوان سے کیا غلطی ہوئی کہ یہ صرف آخری دو چیزیں دیکھ رہا ہے۔یہ انسان صرف شکل وصورت اور پیسے کو دیکھ رہا ہے۔جو بنیادی باتیں اللہ اور اس کے رسول a نے بتائی تھیں۔یہ انسان اس سے غافل ہو رہا ہے۔میں نے عرض کیا کہ یہ نوجوان شادی کرنا چاہتا ہے۔تو اس کا بھی نبی a نے طریقہ بتایا ہے۔

شادی سے پہلے لڑکی کو ایک نظر دیکھنا

یہ بات درست ہے کہ نبی a نے یہ بتایا ہے کہ شادی سے پہلے لڑکا لڑکی کو دیکھ لے۔نبی a نے خود ایک صحابیؓ کو باقاعدہ ترغیب دی کہ کیا تم نے اس لڑکی کو دیکھ لیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ نہیں دیکھا۔تو آپ a نے فرمایا کہ دیکھ لو۔وہ انصاری لڑکی ہے’’فان فی اعین الانصار شئی ‘‘انصار کی آنکھ میں کچھ ہوتا ہے۔عزت ووقار کے ساتھ شرعی آداب کو سامنے رکھتے ہوئے لڑکی کو دیکھ لینا جائز ہے۔پھر آج کا نوجوان یہ سوچتا ہے کہ جو میری مرضی ہے۔وہ پوری ہو جائے۔نوجوان سوال کرتا ہے کہ مولانا کیا اسلام کے اندر لو میرج کی اجازت ہے؟ یعنی لو میرج کا یہ معنی لیا جاتا ہے کہ شادی سے پہلے ہوٹلنگ بھی کی جائے۔پارکوں میں بھی گھوما پھرا جائے۔تاکہ مزاج آشنا ہو جائیں۔اللہ ہمارا خالق ہے۔اس نے ہمیں دین دیا ہے۔وہ جانتا تھا کہ شادی سے پہلے لڑکے اور لڑکیوں کے ملنے میں کیا خرابیاں ہیں۔لہٰذا دین میں اس کی اجازت نہیں۔لیکن اسلام نے لو آفٹر میرج کا حکم دیا ہے۔اس پر نوجوان عمل نہیں کر رہا۔الا ماشاء اللہ شادی کے بعد بیوی سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔کھانے کا ایک نوالہ کھلانے کو صدقہ فرمایا ہے۔نیکی قرار دیا ہے۔ جاری ہے!

فدائے ختم نبوت مولانا محمد یحییٰ مدنی کا وصال!

مولانا اللہ وسایا!

۱۴ر فروری ۲۰۱۳ء جمعرات کو کراچی ہسپتال میں پیر طریقت شیخ کامل حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی انتقال فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! مولانا محمد یحییٰ مدنی ۱۹۲۹ء میں مردم خیز دھرتی لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کا گھرانہ کراچی میں منتقل ہوا۔ مولانا یحییٰ مدنی آغاز جوانی سے تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔ تبلیغی جماعت کے امیر ثانی حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کے آپ مرید صادق اور عاشق زار تھے۔ حضرت جیؒ کی وفات کے بعد برکۃ العصر ریحانۃ الہند حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے آپ نے تجدید بیعت کی اور پھر خلیفہ مجاز بنے۔ حضرت شیخ الحدیث کے کراچی میں آپ میزبان اور تمام تر پروگراموں کے گویا آپ انچارج ہوتے تھے۔ آپ کو بڑی عمر میں دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ ۱۹۷۴ء میں دورہ حدیث شریف کیا۔ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان اور آپ دورہ حدیث شریف کے ساتھی تھے اور خوب بھائی چارہ اور تعلق خاطر کا مخلصانہ ومحبانہ تعلق تھا۔ جسے دونوں حضرات اپنی اپنی عمر میں نبھاتے رہے۔ جب آپ نے کراچی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے دورہ حدیث کی تکمیل کی تب جامعہ کے بانی شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی ولی حسنؒ، مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ ایسے حضرات جامعہ کے افق پر اپنے علم کے گلشن کو صدا بہار کئے ہوئے تھے۔ مولانا یحییٰ مدنی نے ان سب حضرات سے اکتساب فیض کیا۔

آپ کے دورہ حدیث شریف کے سال حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ہونے کے ناتے آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کل پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ پورے ملک میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء برپا تھی جو پاکستان کی تاریخ میں پرامن جدوجہد کی آئینہ دار تھی۔ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان، حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی اور آپ کے گرامی قدر رفقاء نے کراچی میں تحریک کے بانکپن کو قائم رکھنے کے لئے شب وروز ایک کردیئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کراچی کی مساجد میں پہنچ جاتے اور نماز کے بعد ایمان پرور بیانات سے لوگوں کے جذبہ ختم نبوت کو خوب رنگ وروغن کرتے۔ یوں بیسیوں مساجد میں ہزارہا لوگوں کو تحریک کے لئے متحرک کرتے۔ بلا مبالغہ ۲۹ رمئی سے ۷ر ستمبر تک لاکھوں لوگوں کو آپ حضرات نے تحریک ۱۹۷۴ء کے لئے سرگرم عمل کردیا۔ مولانا محمد یحییٰ مدنی اکثر خود راقم کے سامنے بڑے مزے سے اس تحریک کی آپ بیتی کی داستان عشق ووفاء بیان کرتے تو خود بھی گلوگیر میں ہوجاتے اور سامعین کو بھی نمناک کردیتے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ایسے فرائض کا تعلق رحمت عالم a کے اعمال مبارک سے ہے اور ختم نبوت کا تعلق خود ذات اقدس a سے ہے۔ اعمال کی بجا آوری اعضاء سے تعلق رکھتی ہے۔ جس طرح اعضاء پر جان مقدم ہے۔ تمام فرائض پر آپ a کی عزت وناموس کا [illegible]

آنحضرت a کی اہانت پر مبنی ہے۔ (معاذ اللہ) اس کا منطقی تقاضہ یہ ہے کہ جو شخص جتنا بڑا عاشق رسولؐ ہوگا، اسے اتنا زیادہ قادیانیت سے نفرت اور ختم نبوت سے والہانہ عشق ہوگا۔ یہی حال میرے ممدوح حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی کا تھا۔ آپ فدائے ختم نبوت تھے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں کراچی سے ٹرین کے ذریعہ جو وفد ۲۶ راپریل کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس راولپنڈی میں شرکت کے لئے روانہ ہوا۔ مولانا محمد یحییٰ مدنی اس وفد کے امیر تھے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا مفتی احمد الرحمٰن، مولانا مفتی نظام الدین، مولانا مفتی محمد جمیل خان کے بعد قدرت حق نے آپ کو کراچی میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا مناد بنادیا۔ آپ نے ختم نبوت کانفرنس شاہی مسجد لاہور، ختم نبوت کانفرنس چناب نگر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی اجلاس مجلس شوریٰ منعقدہ خانقاہ سراجیہ میں بارہا شرکت فرمائی۔ مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ کے بعد آپ کراچی مجلس کے سرپرست چنے گئے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والے خدام آپ کی مثالی محبتوں کا محور ومرکز ہوتے تھے۔ بارہا اپنے ادارہ معہد الخلیل بہادرآباد میں ختم نبوت کے عنوان پر کورس کراتے۔ طلباء وطالبات میں بیان ہوتے۔ آپ کی محبتوں کا یہ عالم ہوتا تھا کہ بیان کے پورے دورانیہ کے دوران شرکت محفل رہتے۔ اپنے اساتذہ، طلباء، فرزندان گرامی وعزیز واقارب، متوسلین ومتعین شاگردوں اور نمازیوں کو فرداً فرداً ذاتی طور پر ان پروگراموں میں شرکت کا پابند کرتے۔

سہ ماہی پروگرام جو ایک شادی ہال میں منعقد ہوتا اس کی آپ ہمیشہ صدارت فرماتے۔ آپ نے معہد الخلیل بہادرآباد کراچی کو مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے نام سے معنون کیا۔ آپ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی تصانیف کو اہتمام کے ساتھ اپنے ادارہ سے شائع کرکے عام کیا۔ آپ نے بیک وقت تدریس، تبلیغ، بیعت وارشاد، محافل ذکر وبیان، دینی اداروں کے قیام وسرپرستی، نشرواشاعت، چھوٹوں کی سرپرستی غرضیکہ نامعلوم کتنے خیر کے کام تھے جو آپ نے جاری کررکھے تھے۔ ہر سال حج پر جانا آپ کی زندگی کا گویا معمول قرار دیا جاسکتا ہے۔ گزشتہ سال ختم نبوت کانفرنس چناب نگر حج سے کچھ ہفتے پہلے منعقد ہوئی۔ آپ کانفرنس میں آغاز سے قبل تشریف لائے، اختتام پر تشریف لے گئے۔ آپ نے بیان بھی فرمایا، ایک اجلاس کی صدارت کو بھی عزت بخشی، کانفرنس پر صدا بہار نظر آتے تھے۔ آپ کی ایک ایک ادا سے عشق رسالت مآب a ٹپکتا تھا۔ مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے بیسیوں حفظ وکتب کے وفاقی طلباء کو آپ نے اپنے ہاتھوں سے سندات دیں۔ اس دوران آپ کی طبیعت پر بے نفسی ومحبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری سے فرمایا کہ آپ مدرسہ ختم نبوت کے طلباء میں میرا نام بھی شامل کریں۔ رجسٹر داخل میں میرا نام ضرور درج کریں۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری پر رقت طاری ہوگئی کہ حضرت آپ کیا فرماتے ہیں؟ اس وقت تو آپ کو شیخ الکل اور رأس المال کا درجہ حاصل ہے۔ لیکن آپ کا اصرار اس حد تک بڑھا کہ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے نہ صرف وعدہ کیا بلکہ مدرسہ کے صدر المدرسین مولانا غلام رسول دین پوری کو تعمیل ارشاد کے لئے بھی فرمایا۔ غرض مولانا یحییٰ مدنی خوبیوں اور خیر کا منبع وچشمہ تھے۔ آپ سے حق تعالیٰ نے بہت ہی کام لیا۔ وہ کیا گئے تاریخ کا ایک سنہری باب مکمل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صحیح معنوں میں حضرت کے علوم کا وارث بنائے۔ وکار خیر ہائے کو جاری رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

ایک ایک کر کے گل ہوتے جاتے ہیں یہ چراغ!

مولانا سید محمد زین العابدین!

حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ

ماہِ فروری کے شروع میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے پوتے اور ان کے شاگرد، جامعہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ الحدیث، تحریک پیام انسانیت انڈیا کے امیر، پندرہ روزہ الرائد کے مدیر حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ بعمر ۵۵ رسال طویل علالت کے بعد نرسنگ ہوم ہسپتال لکھنؤ میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ لگ بھگ ۱۹۵۸ء لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مولانا سید محمد الحسنیؒ، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کے بھتیجے اور خصوصی شاگرد تھے۔ بلکہ میدان تحریر میں ان کے جانشین تھے۔ لیکن کم عمری میں ہی جب کہ ان کی عمر چالیس سال ہوگی اور مولانا عبداللہ ندویؒ اس وقت دورۂ حدیث میں تھے۔ یعنی ۱۹۸۰ء میں انتقال فرماگئے اور آپ کے دادا محترم مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی ندویؒ، مولانا ابوالحسن ندویؒ کے بڑے بھائی اور ندوۃ العلماء کے سابق ناظم تعلیمات تھے۔ چنانچہ ایسے علم وعمل کے مجموں کی صحبت آپ کو میسر آئی۔ آپ نے اپنے والد مولانا محمد الحسنی، اپنے دادا مولانا ڈاکٹر عبدالعلی ندوی اور اپنے چھوٹے دادا مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہم ہر تین حضرات کی صحبتیں اٹھائیں۔ لیکن آپ کی علمی وعملی استعداد میں سب سے زیادہ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی تربیت کا دخل تھا۔ کیونکہ ابھی آپ نے جوانی کی دلہیز میں ابھی قدم رکھا ہی تھا کہ آپ کے والد اور دادا سفرِ آخرت پر روانہ ہوگئے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ نے آپ کو اپنی آغوش شفقت میں لے لیا۔ مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ نے مکمل تعلیم ندوۃ العلماء میں ہی حاصل کی اور وہیں سے ۱۹۸۰ء میں فاتحہ فراغ پڑھا۔ پھر وہیں پر تدریس بھی شروع فرمائی اور ترقی کرتے ہوئے استاذ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ ساتھ ساتھ ندوہ سے نکلنے والے پندرہ روزہ الرائد کے مدیر بھی مقرر ہوئے اور چونکہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے ساتھ ملک وبیرونِ ملک ان کی علمی، عملی، دعوتی، تبلیغی، ملی اور سماجی خدمات میں ان کے شریک کار تھے۔ اسی لیے ان کی وفات کے بعد ان کی قائم کردہ تحریک پیام انسانیت کے امیر بھی مقرر ہوئے۔ آپ اپنی دعوتی اور تبلیغی سرگرمیوں کی باعث انڈیا اور عرب ممالک میں بہت معروف تھے۔ آپ کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد پوری دنیا میں دینی خدمات انجام دے رہی ہے۔ آپ حدیث وتفسیر نیز عربی زبان وادب کے ماہر تھے۔ آپ کی شخصیت نہ صرف ہندوستان بلکہ اسلامی ملکوں کے لیے بھی محتاج تعارف نہ تھی۔ مولانا نے اپنی پوری زندگی دینی، تدریسی، ملی اور سماجی خدمات کے لیے وقف کردی تھی۔ پسماندگان میں بیوہ، بیٹا اور دو بھائی مولانا سید عمار حسنی ندوی اور مولانا سید بلال حسنی ندوی سوگوار چھوڑے ہیں۔ آپ کی پہلی نماز جنازہ ندوۃ العلماء میں ہوئی اور دوسری نماز جنازہ تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ

فروری میں ہی دوسرا سانحہ یہ ہوا کہ جامعہ محمدیہ اسلام آباد کے شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ ۷؍فروری ۲۰۱۳ء بروز جمعرات عشاء سے پہلے سو سال کی عمر میں رحلت فرماگئے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۱۵ء کے لگ بھگ مانسہرہ سے آگے تمبر کھولا (بمشیریاں) میں ہوئی۔ آپ نے سب سے پہلی بیعت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے فرمائی۔ ان کی وفات کے بعد بالترتیب حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے اصلاحی تعلق رہا۔ جبکہ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے رفاقت رہی۔ تحاریک ختم نبوت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مجلس احرار، جمعیت علمائے اسلام اور ختم نبوت کے پلیٹ فارموں پر کام کرتے رہے۔ سیاسی طور پر حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مسلکی حوالے سے حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ سے قرب رہا۔ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں کئی سال استاذ حدیث رہے اور جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں تاحیات شیخ الحدیث رہے۔ آپ کا وجود پاکستان کے مسلمانوں کے لیے بہت ہی مبارک تھا۔ آپ کی وفات سے علمی حلقوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ آپ کی نماز جنازہ بعد نماز جمعہ آپ کے آبائی گاؤں تمبر کھولا میں ادا کی گئی۔ پھر وہیں آپ کو سپرد خاک کردیا گیا۔

حضرت مولانا قاری عبدالحئی عابدؒ

تیسرا حادثہ ۸؍فروری ۲۰۱۳ء بروز جمعۃ المبارک کو پیش آیا۔ مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کے بھائی عظیم خطیب مولانا قاری عبدالحئی عابدؒ لاہور میں بعمر ۷۵؍سال سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ مولانا قاری عبدالحئی عابدؒ ۵؍مئی ۱۹۴۰ء کو جالندھر صوبہ پنجاب انڈیا میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم مقامی مدرسہ کانگر جالندھر میں پڑھا۔ تجوید وقراءت کا کورس جامعہ ترتیل القرآن شیرانوالہ لاہور میں کیا۔ اسکول کی کتابیں مڈل تک گورنمنٹ ہائی اسکول سمندری میں پڑھیں۔ بعد ازاں درس نظامی کی طرف متوجہ ہوئے اور جامعہ اشاعت العلوم فیصل آباد میں داخلہ لیا۔ پھر جامعہ فیض محمدی فیصل آباد، دارالعلوم ربانیہ فیصل آباد میں پڑھتے رہے۔ دورۂ حدیث جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والہ ضلع خانیوال سے کیا۔ جہاں مولانا عبدالخالق، مولانا ظہور الحق اور مولانا علی محمدؒ وغیرہ آپ کے اساتذہ حدیث ٹھہرے۔ بیعت کا تعلق مولانا عبیداللہ انورؒ سے تھا۔ ان سے آپ کو اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔ آپ نے لاہور میں اپنا ایک ادارہ جامعہ رحیمیہ ترتیل القرآن کے نام سے قائم کیا اور ساتھ ساتھ جامع مسجد مدنی غازی آباد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ آپ بیک وقت ایک بہترین خطیب، کامیاب مربی اور ایک جید عالم تھے۔ آپ کے خلفاء اور شاگردوں کی ایک بڑی تعداد خدمت دین میں مشغول ہے۔ آپ نے اپنی حیات مستعار کے پچاس سال ملک وبیرون ملک میں خطابت کے جوہر دکھائے۔ توحید وسنت کی اہمیت وضرورت، عقیدۂ ختم نبوت، ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ کے تحفظ آپ کے خاص موضوعات ہوتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ، چار بیٹیاں، دو بیٹے زبیر عابد اور مولانا طلحہ عابد سوگوار چھوڑے ہیں۔ جنازہ جامعہ منظور الاسلامیہ عیدگاہ کینٹ لاہور میں آپ کے جانشین مولانا طلحہ عابد نے ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں پڑھائی۔ بعد ازاں قبرستان میانی صاحب لاہور میں آپ کو سپرد خاک کردیا گیا۔

کمال باوفا با کمال!

مولانا قاضی احسان احمد!

جیسے عام طور پر دیہاتوں کا ماحول ہوتا ہے، ویسے ہی ماحول میں آنکھ کھولی۔ لکھنے پڑھنے کا ماحول میسر نہ آ سکا۔ دن چڑھتے، شام ڈھلتی یوں گزر اوقات ہونے شروع ہوگئے۔ سن شعور سے قبل دل کی تختی صاف شفاف آئینہ کی طرح چمکدار مگر علم دنیا دین سے خالی آج سن شعور کی دہلیز پر قدم رکھا۔ مگر پیچھے مڑ کر دیکھا تو پڑھنے لکھنے کی عمر کی حد کو عبور کر آئے۔ اب تو دنیا کمانے اس میں لگنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ مگر آدمی کے اپنے ارادے رب کریم کی تقدیر کے آگے ڈھیر ہوتے ہیں۔ ارادہ کے ٹوٹنے سے رب کریم کی معرفت حاصل ہوئی ہے کہ کوئی اور طاقت ہے جو اس ارادہ اور سوچ کو پروان چڑھاتی ہے۔ اپنی کیا طاقت اور مجال ہے کہ جو سوچ لیا اس کو پورا کر لیں۔

آج علم کی دنیا سے دور رہنے والے کمال شاہ دل کی تختی پر عشق ومحبت کا سبق لکھے جانے کا وقت آن پہنچا۔

جب بڑے بھائی منظور شاہ صاحب نے برادر عزیز سید کمال شاہ صاحب شہیدؒ کو علم وعمل کی وادی کے عظیم شاہسوار حکیم الامت، فقیہ العصر شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے سامنے لا کر بیٹھا دیا اور حضرت شہیدؒ کے پوچھنے پر کہہ دیا شاہ صاحب کیسے آئے تو منظور شاہ صاحب نے کہا یہ کمال شاہ میرا بھائی ہے اور یہاں دفتر ختم نبوت میں کام کرنے کے لئے لایا ہوں۔ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے نظر اٹھائی شہید کمال شاہ کے چہرہ کو دیکھا اور کہا ہمیں بھی کمال ہی چاہئے۔ آج اس بات کو تقریباً ۱۸ سال بیت گئے۔ وہ دن اور شہادت کی گھڑی بہت اتار چڑھاؤ آئے مگر اس کورے کاغذ جیسے دل پر جو محبت نبوی a کا درس لکھا گیا وہ گہرا ہی ہوتا گیا۔

کراچی کے دن تاریک اور راتیں سیاہ کالی اور وحشت ناک ہوتی چلی گئیں۔ مگر یہ دل کسی موڑ پر نہیں گھبرایا جب کہ اسی کراچی کی سرزمین پر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کے جسد خاکی کو اپنے ہاتھوں اور نظروں کے سامنے پیوند خاک ہوتے دیکھا۔ اس کمال شاہ نے ہنستے جاگتے کھلے اور کشادہ چہروں کے مالک مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کو اپنی آنکھوں کے سامنے عشق ومستی کے خون میں نہاتے دیکھا۔ انہی ہاتھوں سے مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ، مولانا فخر الزمان شہیدؒ، حافظ حذیفہ شہیدؒ، بھائی عبدالرحمن شہیدؒ کو زمین کی آغوش میں منوں مٹی میں سلا دیا۔ یہ سب کچھ دیکھنے، سننے والا دن رات تحفظ ناموس رسالت کی نگہبانی میں لگا رہا۔ رات کی تاریکی، دن کا اجالا مگر کیا ہے کہ سید کمال شاہ شہید کام میں مصروف نظر آتا تھا۔

دلوں میں درد کی شمعیں جلا کے چھوڑ گیا
وہ ایک جہاں کو اپنا بنا کے چھوڑ گیا

جب بھی سید کمال شاہ راقم الحروف اپنے اپنے گھر جاتے عزیز رشتہ دار گاؤں واپس آنے کی بات

کرتے۔ اللہ پاک خیر کریں گے کا جواب دے کر دونوں اپنے مشن کی طرف نئے جذبہ سے لوٹ آتے۔ شہید سید کمال شاہ صاحب اکثر راقم سے کہتے کہ گھر اور گاؤں والے حالات کے مدنظر مجھے بہت مجبور کر رہے ہیں مگر میں یہ کام چھوڑ کر جانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ مرنا تو ہے ہی اگر حضور a کے نام پر قربان ہوگئے تو کام بن جائے گا۔

شاہ شہیدؒ ایک مرتبہ فرمانے لگے میرے متعلقین میں سے ایک صاحب نے مجھے کہا کہ آپ کراچی سے گاؤں آجاؤ یہاں کام کر لینا تو میں نے ان کو جواب دیا، کیا میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے قیمتی ہوں۔ اگر وہ اس راستہ کے مسافر بن گئے تو میرا کیا ہے۔ لہٰذا میرا کوئی ارادہ نہیں۔ راقم کو اللہ تعالیٰ نے شہید وفا مولانا جمیل خانؒ اور مولانا تونسویؒ کے بعد کراچی میں تحفظ ختم نبوت کی خدمت کا موقع دیا۔ اکثر کہا کرتے اب ہماری باری ہے ہم اکٹھے جائیں گے۔ مگر شاہ صاحب لگتا ہے اپنے متعلق زیادہ صدق ویقین سے کہتے تھے۔ بہت خوبیاں تھیں اس مرد قلندر میں نیکی، تقویٰ، پرہیزگاری صدق وصفا، اخلاق حمیدہ، صبر وشکر کا پیکر، جھوٹ، چغلی، غیبت سے ہزاروں کوس دور بہت سچا جذبہ رکھتے تھے۔ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ شہادت قبول فرمائے۔ ان کی اہلیہ محترمہ اور اولاد کو کفایت فرمائے اور اپنے در سے اتنا نوازے کہ کسی کی ضرورت باقی نہ رہے۔ کمال شاہ جی واقعی کمال تھے۔ جب ہی تو کمال کی موت نصیب ہوئی۔ کمال با کمال ہوگیا۔ الحمدللہ!

ختم نبوت کانفرنس لیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ کے زیر اہتمام جامع مسجد کرنال میں یکم فروری ۲۰۱۳ء کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مقامی امیر مولانا محمد حسین مدظلہ نے کی۔ کانفرنس کی تین نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست جمعہ سے قبل منعقد ہوئی، جس سے مولانا عبدالقادر ڈیروی نے خطاب کیا۔ آپ کا خطاب جمعہ تک رہا۔ خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ بھی موصوف نے پڑھائی۔ دوسری نشست بعد نماز جمعہ منعقد ہوئی جس سے ابن امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری حسنی مدظلہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ نعتیہ کلام محمد حنیف نے پیش کیا۔ تیسری نشست بعد نماز عشاء منعقد ہوئی جس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالغفور تونسوی ودیگر نے خطاب کیا۔ علماء کا خطاب رات گئے تک جاری رہا۔ قبل ازیں مولانا اللہ وسایا نے کوٹ سلطان مولانا عبدالغفور گورمانی کی دعوت پر جمعہ کا خطبہ دیا۔ جبکہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد حافظ آباد میں مولانا قاری محمد اسلم نیازی کی دعوت پر جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس کی نقابت قاری عبدالشکور گرواں نے بحسن وخوبی سرانجام دیے۔ ۳۱؍جنوری کو بلال جامع مسجد میں ولادت نبویؐ کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا۔ جس سے قاری عبدالشکور، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا ریحان محمود فیصل آباد نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے رحمت عالم a کے حسن وجمال، فضل وکمال، اسوۂ حسنہ اور سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ الحمدللہ! تمام پروگرام کامیاب ہوئے۔

رفیق کمال بھی کمال کر گیا!

مولانا قاضی احسان احمد!

آج جمعہ ہے زندگی اپنی رفتار سے چل رہی ہے۔ ہر طرف گہما گہمی ہے، ہر آدمی اپنی ڈیوٹی پوری کرنے جارہا ہے کوئی اسکول، کوئی کالج، کسی کو دوکان کی فکر تو کسی کو آفس کا غم۔ کوئی کتاب اٹھائے ہوئے مکتب چلا جارہا ہے تو کوئی مدرسہ، گویا ایک چمن ہے جو چل رہی ہے۔ ایک گاڑی ہے جو اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

مولانا محمد اجمل شہید بھی اپنی ڈیوٹی کی ادائیگی کے لئے صبح سے تیار غسل کیا، صاف اجلے کپڑے زیب تن کئے، خوشبو لگائی تیاری مکمل، گویا جیسے دلہا مکمل تیار ہو گیا۔ ویسے تیار ہو کر آئے۔ راقم انتظار میں گاڑی میں بیٹھا تھا۔ شاہ جی، چلو مولانا آگے گاڑی سٹارٹ ہوئی۔ اپنی منزل کی طرف چلی، خطبات جمعہ سے فارغ ہوئے بیان کا عنوان وموقع پاک پیغمبر حضرت محمد a کی ختم نبوت کا عقیدہ، حضور سرور کائنات a حق جل جلالہ کے آخری نبی آپ پر نبوت کا دروازہ بند، خوب بیانات ہوئے۔ ایک مرتبہ یاران ثلاثہ کا قافلہ پھر اکٹھا ہوا۔ گاڑی اگلی منزل کی طرف فراٹے بھرتے ہوئے جارہی ہے۔ کون جانتا تھا اکثر ان سڑکوں اور گلیوں میں پھرنے والے سید کمال شاہ آج آخری مرتبہ آرہے ہیں۔ کون جانتا تھا ان گلیوں، مارکیٹوں، بازاروں، پلازوں، سٹوروں میں آنے والے مولانا اجمل شہید دوبارہ ان راستوں سے نہیں گزریں گے۔ کچھ معلوم نہیں دن ڈھل گیا، دوپہر تمام ہوگئی۔ سورج غروب ہو گیا۔ کتنی خوشیاں لے کر، فضا پر اندھیرا چھا رہا ہے۔ کیا پتہ تھا شاہ جی اور اجمل کی جدائی کا اندھیرا چھانے والا ہے۔ یہ ہمیں ہمیشہ کے لئے اندھیرے میں چھوڑ جائیں گے۔

جماعتی دوست رفقاء سے ابتدائی تعارفی ملاقات یہ ہمارے نئے مبلغ مولانا محمد اجمل شاہین مرکز کی طرف سے تحفظ ختم نبوت کے کام کے لئے کراچی تشکیل ہو کر آئے ہیں۔ اچھا ماشاء اللہ بہت خوب، جواب ملا۔ ملاقات ختم ہوئی گاڑی اپنے اگلے سفر پر پھر ایک مرتبہ سانس لینے کے بعد دوڑی۔ جس کا رخ اب کسی اور طرف نہیں بلکہ اپنے مرکز ختم نبوت نمائش کی طرف تھا۔ عشاء کی جماعت ہو چکی تھی۔ تقریباً نمازی جا چکے تھے۔ گاڑی دفتر کے گیٹ پر رکی راقم پہلے اترا اور مولانا اجمل شہید سے اور شاہ شہید سے آخری بات ہوئی۔ وضو کریں، نماز پڑھیں۔ پھر اگلا کام کریں گے۔ یہ کہہ کر راقم سیڑھیاں چڑھتے ہوئے گھر چلا گیا اور یہ دونوں اپنے اگلے پروگرام پر جانے کے لئے تیاری میں تھے۔ بھائی کہاں جارہے ہیں۔ بس ابھی آئے تم دسترخوان لگاؤ ہم بازار سے ہو کر آئے اور آئے کیا بلکہ گاڑی ان کو اگلے سفر پر لے گئی اور ظالم اور جابر درندوں کی درندگی اور سفاکی کا شکار ہوتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور دونوں رفقاء شہید کر دیئے گئے۔ واہ! کیا خوب رہا سفر ابھی چلے ہی تھے کہ سفر تمام ہوا۔ واہ! رفیق کمال نے تو کمال کر دیا ایک چھلانگ لگائی اور جنت پکی کر لی۔ انشاء اللہ!

مولانا نور صاحب گل (المعروف ٹنڈے ملا)!

سراج الاسلام!

مولانا نور صاحب گل المعروف ٹنڈے ملا۔ آپ ۱۹۵۲ء کو کرک میں مولانا وہاب گل کے ہاں پیدا ہوئے۔ جماعت نہم تک تعلیم آبائی علاقے کے سکولوں میں حاصل کی۔ پھر دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ مدرسہ تعلیم القرآن پرانا بازار میں مولانا محمد یوسف (بہادر خیل) کے خاص شاگردوں میں رہے۔ کرک شہر کے بعد بہادر خیل اور پراچہ ٹاؤن کوہاٹ میں تفسیر وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔

سال ۱۹۶۷ء میں زمانہ طالب علمی ہی سے مذہبی سیاست کا آغاز کیا اور جمعیت علماء اسلام تحصیل کرک کے ناظم عمومی کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں تحصیل کرک کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے مولانا نعمت اللہ مرحوم کے انتخابی compaign میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۴ء میں علیل ہو گئے اور مولانا مفتی محمودؒ نے کرک آ کر آپ کے حجرے میں قیام کیا اور آپ کی عیادت کی۔ آپ مولانا مفتی محمودؒ کے نظریاتی افکار سے بہت متاثر تھے اور مولانا مفتی محمودؒ کے کرک دوروں کے موقع پر پیش پیش رہے اور جب مولانا مفتی محمودؒ وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے کرک تشریف لائے تو مولانا نور صاحب گل نے کرک کے مسائل کے حوالے سے سپاس نامہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں بھر پور حصہ لیا۔ تاہم انتخابات میں دھاندلی کی وجہ سے جمعیت نے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا اور مولانا مفتی محمودؒ نے بھٹو کے خلاف دیگر جماعتوں (National Alliance) کے ساتھ مل کر نظام مصطفیٰ تحریک کا آغاز کیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ میں مولانا نور صاحب گل نے جمعیت علماء اسلام کے تحصیل جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے بھر پور حصہ لیا۔ جس کی پاداش میں ڈیرہ اسماعیل خان اور ہری پور کی جیلوں میں دیگر علماء ساتھیوں کے ہمراہ چند ماہ پابند سلاسل رہے۔ مولانا نور صاحب گل نے مولانا حافظ ابن آمین کے ہمراہ جمعیت علماء اسلام کو منظم کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور ۱۹۸۰ء میں خان پور میں جمعیت اسلام کے مجلس عمومی کے اجلاس میں مولانا علی اکبر، حافظ ابن امین، حاجی گل رحمٰن، مولانا نعمت اللہ مرحوم، مولانا علی شیر خان، مولانا علاؤ الدین، جناب عبدالقدوس، مولانا احمد جان اور مولانا صدر الشہید کے ساتھ شرکت کی اور مولانا فضل الرحمٰن کے جنرل سیکرٹری بننے کی مکمل تائید کی۔ مولانا مفتی محمودؒ کی وفات کے بعد جب مولانا فضل الرحمٰن کرک تشریف لائے تو اسی دوران مولانا نور صاحب گل اور حافظ ابن آمین نے مولانا فضل الرحمٰن کو مکمل تائید اور حمایت کی یقین دہانی کرائی اور مولانا فضل الرحمٰن کرک سے مطمئن ہو گئے۔

یاد رہے کہ ۱۹۸۰ء میں مولانا پیر غلام فاضل دیوبند جمعیت علماء اسلام تحصیل کرک کے امیر اور مولانا نور صاحب گل جنرل سیکرٹری رہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مولانا نور صاحب گل نے جمعیت علماء اسلام کو منظم کرنے کے لئے اپنے سائیکل پر علاقہ تحصیل تک سفر کرتے اور جماعتی امور کو چلاتے اور جب مولانا مفتی محمودؒ کرک

آتے تو مولانا نور گدھے پر لاؤڈ سپیکر باندھ کر گاؤں گاؤں جلسے کے اعلانات وتشہیر کرتے۔

سال ۱۹۸۴ء کو جب کرک کو ضلع کا درجہ دیا گیا تو حافظ ابن آمین جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر منتخب ہوئے۔ جبکہ مولانا نور صاحب گل جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن نے ضلع کرک کا تین روزہ دورہ کیا۔ سال ۱۹۸۶ء میں مولانا نور صاحب گل نے کرک کے مشران حاجی صالح جان مرحوم، حاجی شعبہ جان مرحوم، حاجی مستہ خان مرحوم اور دیگر مشران کے ساتھ مل کر کرک انجمن بہبود اہلیان کرک سے موسوم تنظیم کی بنیاد رکھی اور باقاعدہ مولانا نور صاحب گل نے اس کے لئے منشور تیار کیا۔ اس تنظیم کے حاجی صالح جان صدر اور مولانا نور صاحب گل جنرل سیکرٹری چن لئے گئے۔ مولانا نور صاحب گل ایک نڈر، بے باک، حق گو اور مدمقابل سے نہ دبنے والے انسان تھے۔ ہمیشہ حق پر ڈٹے رہے اور دلیل کی بنیاد پر اپنی بات منواتے۔ کرک سے ہونے والی اغوائیگیوں کے خلاف جلسے جلوسوں کا سلسلہ شروع کیا۔ جس کی پاداش اس وقت ڈپٹی کمشنر نے آپ کو بنوں جیل میں بند کیا تاہم خٹک قوم کے بھرپور احتجاج کی وجہ سے دیگر مشران کے ہمراہ رہائی ملی۔ سال ۱۹۸۶ء میں اس وقت کے ڈپٹی کمشنر نے جب کرک شہر میں دستخطی مہم چلا کر سینما بنانے کی کوشش کی تو اس کے جواب میں مولانا نور صاحب گل نے دیگر علماء کرام اور مشران علاقے سے مل کر اس کا منہ توڑ جواب دے کر لوگوں کو منظم کیا اور دستخطی مہم کے ذریعے سینما کو نہیں بننے دیا۔ سال ۱۹۹۰،۱۹۸۸ء کے انتخابات جمعیت علماء اسلام کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑا۔ آپ ۱۹۸۸ء تک جمعیت کے ضلعی جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ ضلع کرک سے واحد جمعیت علماء اسلام کے مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ جبکہ پارٹی کے صوبائی مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ سال ۲۰۰۲ء میں ایم ایم اے کے ضلعی صدر چن لئے گئے اور سال ۱۹۹۹ء میں کرک شہر میں فحاشی اور غیر اخلاقی سرگرمیوں کے خلاف دیگر علماء کرام کے سات مل کر ملاقات کی اور مسلمانوں کی سیاسی اور معاشی آزادی، اسرائیل کے فلسطین پر غاصبانہ قبضے کے حوالے سے پاکستان کو عالم اسلام کو متحد کرنے کے لئے کردار ادا کرنے کے حوالے سے مدلل انداز میں بات کی اور ساتھ ہی ساتھ کرک کے مسائل مؤثر انداز میں پیش کئے۔

سال ۱۹۹۲ء میں مدرسہ رحمیہ برلب انڈس ہائی وے کی بنیاد رکھی اور ذاتی زمین مدرسے کے لئے وقف کردی۔ ساتھ ہی ساتھ تنگوڑی سر عیدگاہ اور مسجد کے تعمیر میں دیگر مشران کے ساتھ مل کر کلیدی کردار ادا کیا اور آخری دم تک تنگوڑی سر عیدگاہ میں نماز عیدین کی امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یہاں پر اس بات کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ مولانا نور گل جب ۱۹۷۳ء میں علیل تھے۔ تو چارپائی پر لیٹ کر علاقے کے لڑکوں کو قرآن مجید اور دینی کتب کی تعلیم دیتے رہے۔ اس کے علاوہ مولانا کو فقہی مسائل پر عبور حاصل تھا اور وراثت کے حوالے سے وکلاء بھی آپ سے مشورہ کرتے۔ آپ کو محکمہ مال پر بھی کافی عبور حاصل تھا۔ ضلع کرک میں جنگلات کی ترقی کے لئے پہلی بات ۱۹۸۴ء میں سوشل فارسٹری پراجیکٹ کو متعارف کرایا اور سال ۱۹۹۱ء میں صوبہ سرحد کے زمینداروں کی ترجمانی کرتے ہوئے لاہور میں ہونے والے سیمینار میں دیگر افسران کے ہمراہ شرکت کی اور قرآن اور حدیث کی روشنی میں جنگلات کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ وزیراعظم نواز شریف سے نقد انعام اور ٹرافی حاصل کی۔

قادیانیت کے بارہ میں

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی آخری وصیت!

حامداً ومصلیا ومسلماً ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ، بحیثیت ایمان واسلام واخوت دینی اور امت مرحومہ محمدیہ a کے اعضاء ہونے کے لحاظ سے کافۂ اہل اسلام خواص وعوام کی عالی خدمت میں عرض گزار ہے کہ اگرچہ فتنے اور طرح طرح کے حوادث اور وارداتیں اس دین سماوی پر وقتاً فوقتاً گزرتی رہی ہیں اور باوجود اس کے آخری پیغام خدائے برحق کا یہ ہے کہ:

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتمت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

﴿آج کے دن میں نے دین تمہارا کمال کو پہنچایا اور اپنی نعمت تمام کردی اور اسلام پر ہی تمہارا دین ہونے کے لئے راضی ہوا۔﴾

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النّبیین و کان اللہ بکل شیء علیما" ﴿نہیں محمد(a) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے لیکن ہیں رسول خدا کے اور خاتمہ پیغمبروں کے اور خدا ہر چیز کا اپنے امور میں سے عالم ہے۔﴾

اور اس کے قطعی الدلالۃ ہونے پر بھی امت محمدیہ کا اجماع منعقد ہوگیا اور ختم نبوت کا عقیدہ دین محمدی کا اساسی اصول قرار پایا۔ جس امت نے ہم تک یہ آیت پہنچائی اس نے یہ مراد بھی پہنچائی اور اسی دعویٰ پر مسیلمہ کذاب اور اسود کاذب کو قتل کیا اور بڑا کفر دونوں کا یہ دعویٰ قرار دے کر کذاب مشتہر کیا اور باقی جرائم کو کذب کے ماتحت رکھا۔ مگر پھر بھی بحکم حدیث نبوی بہت سے دجالوں نے نبوت کے دعوے کئے اور ان کی حکومتیں بھی رہیں اور بالآخر واصل جہنم ہوئے۔

ہمارے اس منحوس زمانہ میں جو یورپ کی افتاد سے ایمان اور خصائل ایمان کی فنا کا زمانہ ہے۔ منشی غلام احمد قادیانی کا فتنہ درپیش ہے اور گذشتہ فتنوں سے مزید اور شدید ہے اور حکومت وقت بھی بمقابلہ مسلمانوں کے قادیانی جماعت کی امداد واعانت کررہی ہے۔ یہ جماعت بہ نسبت یہود ونصاریٰ اور ہنود کے اہل اسلام کے ساتھ زیادہ عداوت رکھتی ہے۔ کوئی چیز ان کے اور اہل اسلام کے درمیان مشترک اور اتحاد کی باقی نہیں رہی۔ منشی غلام احمد قادیانی جو اس زمانہ کا دجال اکبر ہے۔ بیس جزو کی قرآن مجید پر اضافہ کرتے ہیں۔ کوئی ان کی اس بیس جزو کی کا انکار کرے اور ان کو نبی نہ مانے وہ ان کے نزدیک کافر ہے اور ولد زنا ہے اور کوئی اسلامی تعلق مثل جنازہ کی نماز اور نکاح کے اس کے ساتھ جائز نہیں۔ پھر قرآن مجید کی تفسیر اس نے کل اپنے قبضہ میں رکھی ہے۔ دوسرے کسی کا کوئی حصہ نہیں لگتا۔ جیسے فارسی مثل ہے:

خوردن زمن لقمہ شمردن از تو

اس تفسیر کے مطابق خواہ کل امت کے خلاف ہو سب اس کے نزدیک گمراہ ہیں۔ حدیث پیغمبر اسلام کی جو اس کی وحی کے موافق نہ ہو، اس کی نسبت اس کی تصریح ہے کہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جائے۔ ان دو اسلامی اصولوں یعنی کتاب اور سنت کی تو اس کے نزدیک یہ حاصلات ہے اور بحسب تصریح اس کے اس پر شریعت بھی نازل ہوئی ہے اور بمقابلہ اس عقیدہ اسلامیہ کے کہ بعد ختم نبوت کے آئندہ کوئی شریعت نہ ہوگی۔ صریح ادعا شریعت کیا ہے اور نیز اس کا اعلان ہے کہ آئندہ حج قادیان کا ہوا کرے گا۔ نیز جہاد شرعی اس کے آنے سے منسوخ ہو گیا اور پیغمبر اسلام a کے معجزات تو تین ہزار ہی نقل ہوئے ہیں۔ منشی غلام احمد قادیانی کے تین لاکھ اور دس لاکھ تک ہیں۔ جن میں تحصیل چندہ کی کامیابی بھی شمار ہے اور اس کے رشعار ہیں:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیر انہم

آنچہ حق داد ہر نبی راجام — داد آں جام مرا بہ تمام

نیز اپنی مسیحیت کی تولید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کہ جن پر ایمان جزء دین محمدی ہے۔ ایسی توہین کی ہے کہ جس سے دل اور جگر شق ہوتا ہے اور اس کے نزدیک تحقیقی توہین ہے۔ الزامی یا بقول نصاریٰ تو در کنار، رہی توہین عیسیٰ علیہ السلام اس میں علاوہ اپنی تحقیق کے ایک اور طریقہ بھی اختیار کیا ہے کہ نقل نصاریٰ کے سر رکھ کر توہین سے اپنا دل ٹھنڈا کرتا ہے:

گفتہ آید در حدیث دیگراں

یہ معاملہ بیشتر اسی پیغمبر برحق کے ساتھ کیا ہے تا کہ عظمت ان کی لوگوں کے دلوں سے اتار دے اور خود مسیح بن بیٹھے۔ اس واسطے ہنود کے پیشواؤں کے ساتھ ایسا نہیں بلکہ توقیر کی ہے اور ایسے ہی بزرگان اسلام امام حسین و غیرہم کی تحقیر میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ غرض یہ کہ اس دجال کی دعوت اس کے نزدیک سب انبیاء اور رسل صلوٰۃ اللہ علیہم سے بڑھ چڑھ کر اور افضل و اکمل ہے۔ علماء اسلام نے اس فتنہ کے استیصال میں خاصی خدمتیں کیں۔ مگر وہ خدمتیں انفرادی اور خصوصی تھیں۔ اس وقت کہ ایک لطیفہ غیب نمودار اور نمایاں ہوا ہے کہ مجاہد ملت جناب سامی القاب مولوی ظفر علی خان صاحب اس خدمت کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس وقت جناب ممدوح اور ان کے رفقاء جناب مولوی عبدالحنان صاحب اور جناب مولوی لال حسین صاحب اور احمد یار خان سپرد حوالات ہیں۔ ہم کو کچھ حمیت اور حمایت اسلام سے کام لینا چاہئے۔ اہل خطہ کشمیر سمجھ اور بوجھ لیں کہ جو کچھ قادیانی جماعت ان کی امداد کر رہی ہے۔ وہ اہل خطہ کے ایمان کی قیمت ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی امداد اور ہمدردی اس فرقہ کی ایمان خریدنے کے سوا ہو:

دانی کہ چنگ وعودچہ تقریر ے کنند

پنہاں خواید بادہ کہ تکفیر می کنند

اور جن لوگوں نے اس فرقہ کے ساتھ کسی قسم کی رواداری برتی ہے وہ خطرہ میں ہیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ کوئی

معمولی بیعت ہے۔ بلکہ ایک چھوٹی پیغمبری سے ایک بڑی پیغمبری قادیانی میں تحویل ہوتا ہے اور جس کا جی چاہے اس عقائد ملعونہ قادیانی کا ثبوت ہم سے لے لے اور اس شدید وقت میں کہ وطن کو بے خبر کر کے ایمان پر چھاپہ مارا گیا ہے۔ کچھ غیرت ایمانی کا ثبوت دے۔ جن حضرات نے اس احقر سے حدیث شریف کے حروف پڑھے ہیں وہ تقریباً دو ہزار ہوں گے۔ وہ اس وقت کچھ ہمدردی اسلام کر جائیں اور کلمہ حق کہہ جائیں اور انجمن دعوت وارشاد میں شرکت فرمائیں۔

اس فرقہ کی تکفیر میں توقف یا تو اس وجہ سے ہے کہ صحیح علم نصیب نہیں ہوا، اور اب تک ایمان اور کفر کا فرق ہی معلوم نہیں اور نہ کوئی حقیقت محصلہ ایمان کی ان کے ذہن میں ہے اور یا کوئی مصلحت دنیاوی دامن گیر ہے ورنہ اسلام کوئی نسبی اور نسلی لقب نہیں ہے۔ جیسے یہود اور ہنود کہ زائل نہ ہوا اور جو کوئی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ بس وہ قومی نسبی لقب یا ملکی وشہری نسبت کی طرح لاینفک ہی رہے۔ بلکہ عقائد اور عمل کا نام ہے اور ضرورت قطعیہ اور متواترات متوارثہ میں کوئی تاویل یا تحریف بھی کفر والحاد ہے۔ زندقہ والحاد اس کو کہتے ہیں کہ سچے دین کو گڑبڑ کر دے اور یہ کھلے کفر سے بدتر ہے۔ یہی اس دجال کی تعلیم کا حاصل ہے۔ جب کوئی ایک حکم قطعی اور متواتر شرعی کا انکار کر دے، وہ کافر ہے۔ خواہ اور بہت سے کام اسلام کے کرتا ہو۔

’’ان اللہ لیؤید الدین بالرجل الفاجر ‘‘اسی میں وارد ہوا ہے۔ حق تعالیٰ صحیح علم اور صحیح سمجھ اور توفیق عمل نصیب کرے۔ آمین! (۱۲ر ذی القعدہ ۱۳۵۱ھ)

ختم نبوت کانفرنس ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں ۲۸ر فروری ۲۰۱۳ء کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت حضرت مولانا امین الدین پاشا اور مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے کی۔ مہمان خصوصی قائد تحریک ختم نبوت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم تھے۔ کانفرنس سے ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا انوار الحق، مولانا عبدالواحد کوئٹہ، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا عبدالروف ربانی رحیم یارخان، مولانا ظفر احمد قاسم وہاڑی، مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی خانیوال، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یارخان، مولانا خبیب احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ سمیت کئی علمائے کرام نے خطاب کیا۔ کانفرنس دو بجے رات تک جاری رہ کر مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا خبیب احمد، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اقبال، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا ریاض احمد، مولانا عبدالرزاق مجاہد دن رات مصروف رہے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور راقم الحروف محمد اسماعیل نے سرانجام دیئے۔ نعت سید سلمان گیلانی نے پیش کی۔ سیکورٹی کے فرائض جامعہ اشرفیہ مانکوٹ کے طلباء نے مہتمم جامعہ مولانا محمد احمد انوری کی سرپرستی میں انجام دیئے۔

احتساب قادیانیت جلد ۴۸ کا مقدمہ!

مولانا اللہ وسایا!

الحمدللہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

قارئین کرام! لیجئے اللہ رب العزت کے فضل وکرم واحسان سے احتساب قادیانیت کی جلد اڑتالیس (۴۸) پیش خدمت ہے۔اس جلد میں سب سے پہلے:

۱...... تبلیغی تحفہ: جناب مولانا ابوعمر عبدالعزیز نے سوال وجواب پر یہ رسالہ مرتب کیا۔ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ مطابق اکتوبر ۱۹۳۲ء میں اوّلاً لاہور سے شائع ہوا۔اس جلد میں پیش خدمت ہے۔

۲...... الحق المبین: مولانا حکیم عبدالغنی ناظم ،جھیورانوالی ضلع گجرات نے اس کو ۱۹۳۴ء میں مرتب کیا۔ موصوف کے متناقضات مرزا، واعتقادات مرزا پر بھی دو رسائل ہیں۔ لیکن وہ دستیاب نہ ہو پائے۔ اخبار ’’روزنامہ احسان لاہور‘‘ کی اشاعت ۲۴ردسمبر ۱۹۳۴ء میں قادیانیوں کے نوسوال شائع ہوئے۔ جس کا مسلمانوں سے جواب طلب کیا گیا تھا۔ مولانا عبدالغنی صاحب نے ’’الحق المبین ‘‘ کے نام سے ہر سوال کا تفصیلی جواب دیا۔ جس سے یہ کتاب تیار ہوگئی۔ خوب معلوماتی اور ثقاہت سے بھرپور کتاب ہے۔ مولانا عبدالغنی صاحب کا ۲۰رمئی ۱۹۶۶ء کو وصال ہوا۔

۳...... مرزائی حقیقت کا اظہار: حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی قادری حنفی میرٹھیؒ ماریشس میں عرصہ تک قیام پذیر رہ کر خدمت اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی تبلیغ حق سے سینکڑوں بندگان خدا غیر مسلم افراد نے اسلام قبول کیا۔ ان میں قادیانی بھی تھے جو مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کی تبلیغ اسلام سے مسلمان ہوئے۔ ان دنوں ماریشس میں قادیانیوں کا مربی ایک حافظ قادیانی تھا۔ مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب کی للکار حق کے باوجود بھی روبرو آنے کی جرأت نہ کرپایا۔ مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب نے ایک جلسہ میں اعلان فرمایا کہ میں اب ماریشس چھوڑ کر دوسرے ملک جارہا ہوں۔ ابلیس اعظم نے اس قادیانی مربی کے کان میں پھونک ماردی کہ اب موقع ہے ڈینگ پہ ڈینگ مار کر حماران قادیان کے سامنے نمبر بنالو۔ اس نے ایسے وقت میں دو پمفلٹ لکھ کر شائع کئے۔ جن دنوں مولانا شاہ عبدالعلیم سفر کے لئے پابرکاب تھے ان پمفلٹوں کی تقسیم ہوگئی۔

آپ نے پمفلٹ لیا۔ بحری جہاز کا سفر تھا۔ جتنے دن جہاز میں رہے ان تمام پمفلٹس کا جواب لکھ دیا۔ قادیانی پمفلٹوں کا نام اظہار حقیقت نمبر۱،۲،۳ تھا۔ مولانا نے سب کا جواب ’’مرزائی اظہار حقیقت‘‘ کے نام سے یہ جامع کتابچہ مرتب فرمادیا۔ یکم رمئی ۱۹۲۹ء کو یہ مکمل ہوا۔ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کا ۲۴راگست ۱۹۵۴ء کو وصال ہوا۔ مدینہ طیبہ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ زہے نصیب!

حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی کے جانشین حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم تھے۔ باپ مولانا

عبدالعلیم صدیقی نے قادیانیت کے خلاف اوائل میں تحریک اٹھائی۔ بیٹے نے قومی اسمبلی میں ان کو کافر قرار دلوایا۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی سے فقیر کے استاذ محترم مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کے برادرانہ تعلقات تھے۔ مل کر ردقادیانیت پر کام کیا۔ اس لئے مولانا شاہ احمد نورانی، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کو ''چچا حضور'' فرمایا کرتے تھے۔ کہاں رہیں اب وہ محبتیں، اب تو عقربی دنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

۴...... ختم نبوت: حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب میانی ضلع سرگودھا کے رہائشی تھے۔ نامور عالم دین تھے۔ معقولات ومنقولات پر ان کو بھرپور گرفت حاصل تھی۔ آپ کی ایک کتاب ''الظفر الرحمانی فی کسف القادیانی'' احتساب قادیانیت کی جلد اٹھائیس (۲۸) میں ہم شائع کر چکے ہیں۔ آپ کا یہ رسالہ بھی اسی جلد میں شائع ہونا چاہئے تھا۔ مگر اس وقت دستیاب نہ ہوا۔ اب اس جلد میں پیش خدمت ہے۔

۵...... تذکرۃ العباد (لکیلا یفتروا باقوال اہل الحاد): قادیانی دجل کرتے ہیں کہ عذاب آرہے ہیں جو مرزا قادیانی کی تکذیب کی وجہ سے ہیں۔ مصنف نے جواب دیا کہ عذاب کے نزول کے کئی اسباب ہیں۔ نبی کے انکار سے عذاب شئ دگر ہے۔ ورنہ جب بھی عذاب آئے تو کوئی نبی ماننا پڑے گا۔ حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ مؤلف مولانا عبدالحیٔ بن مولانا محمد عثمان ہیں۔ برقی مطبع امرتسر سے اوّلاً شائع ہوئی۔ خوب معلوماتی کتاب ہے۔

۶...... محکمات ربانی، لنسخ القائے قادیانی: حجۃ اللہ علی الارض حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے ''فیصلہ آسمانی'' کتاب مرزا قادیانی کے رد میں تالیف فرمائی۔ قادیانیت کے نفس ناطقہ عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری نے ''القائے ربانی بتردید فیصلہ ابواحمد رحمانی'' اس کتاب کے رد میں تحریر کی۔ اللہ رب العزت نے فضل کا معاملہ فرمایا کہ عبدالماجد قادیانی کے رشتہ دار حکیم حافظ مولانا ولی الدین پورینی بھاگل پوری نے عبدالماجد قادیانی کی کتاب القائے ربانی کے رد میں ''محکمات ربانی لنسخ القائے قادیانی'' تحریر کر کے قادیانیوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ یہ کتاب کم از کم ایک صدی قبل کی ہوگی جو اس جلد میں شامل کی جارہی ہے۔

۷...... فیصلہ قرآنی معروف بہ تکذیب قادیانی: حکیم حافظ مولانا محمد الدین کاہنہ کاچھا لاہور نے ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء مرزا قادیانی کی عین حین حیات یہ کتاب شائع کی۔ ۱۳۲۲ھ میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اب ۱۴۳۳ھ ایک سو گیارہ سال بعد اس کی دوبارہ اشاعت ہمارے لئے باعث خوشی ہے۔

۸...... حقیقت مرزا: مولانا محمد یعسوب رحمانی نے اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی حقیقت ناواقف مسلمانوں کی اطلاع کے لئے بیان کی ہے کہ مرزا قادیانی کو محض صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ نعوذ باللہ ان کو خدا کا بیٹا اور اس سے بھی بڑھ کر خدا ہونے کا دعویٰ تھا۔ آخر میں مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کی صرفی، نحوی، عروضی غلطیاں بھی دکھلائی گئی ہیں۔ ایک صدی قبل کا یہ رسالہ اب دوبارہ یہاں شائع ہو رہا ہے۔ فالحمدللہ!

۹...... الکلام الفصیح فی تحقیق الحیات المسیح (الملقب بہ اسم تاریخی) ابواب

تردید غلام احمد قادیانی ۱۹۳۰ء: مولانا مفتی قاری حافظ السید محمد عرب کی حنفی قادری سنوسی نے حیات حضرت مسیح علیہ السلام اور رفع جسمانی قرآن کریم سے ثابت کیا ہے اور قادیان مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب وافتراء کے ثبوت میں نہایت روشن دلائل اور محققانہ مباحث درج کئے ہیں۔

غرض احتساب قادیانیت جلد اڑتالیس (۴۸) میں:

۱......	مولانا ابو عمر عبدالعزیزؒ	کا	۱	رسالہ
۲......	مولانا حکیم عبدالغنیؒ	کا	۱	رسالہ
۳......	حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقیؒ	کا	۱	رسالہ
۴......	حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ میانویؒ	کا	۱	رسالہ
۵......	حضرت مولانا عبدالحئی امرتسریؒ	کا	۱	رسالہ
۶......	حکیم مولانا ولی الدین بھاگلپوریؒ	کا	۱	رسالہ
۷......	مولانا محمد الدین کاہنہ کاچھ	کا	۱	رسالہ
۸......	مولانا محمد یعسوب رحمانیؒ	کا	۱	رسالہ
۹......	مولانا سید محمد عرب کیؒ	کا	۱	رسالہ

....

گویا ۹ حضرات کے کل ۹ رسائل

احتساب قادیانی کی جلد ۴۸ میں اشاعت پذیر ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ اگلی جلد کی اشاعت تک کے لئے طلب اجازت کے ساتھ دعائے خیر کی درخواست کرتا ہوں۔ فلحمدللہ علیٰ ذالک!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۱۸ راگست ۲۰۱۲ء

ترک قادیانیت!

قسط نمبر:1 عبدالقیوم سرگودھا!

میری پہلی ملاقات محترم بزرگ گل شیر صاحب کھبہ (پیلوونیس) سے اس وقت ہوئی جب راقم محترم لیاقت علی صاحب کو قبول اسلام کی مبارک باد دینے ہمراہ احباب ۲۲؍اپریل ۲۰۱۲ء کو پیلوونیس گیا۔ لیاقت علی صاحب نے اپنے والد محترم کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ والد صاحب (گل شیر) ابھی تک ایمانی دولت سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ایک نہ ایک دن یہ بھی ایمان کی دولت سے ضرور مالا مال ہوں گے۔ (انشاء اللہ) لیاقت علی صاحب نے عصر کی نماز ریاست علی (نمبردار پیلوونیس) کی امامت میں ہمارے ساتھ ادا کی اور والد صاحب کے لئے دعا کی درخواست کی کہ اے اللہ رب العزت! ان کا دل اسلام کی طرف پھیر دے۔ نماز مغرب کے بعد پھر دعا کا اعادہ کیا گیا۔ محترم لیاقت علی صاحب نماز تہجد کے بعد رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے اور ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام بھی کرتے رہے۔ مہربان سمیع وبصیر نے دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور ۱۶؍مئی ۲۰۱۲ء کو تقریباً ۱۲؍بجے کے قریب محترم گل شیر صاحب نے قادیانیت ترک کر کے اسلام کو اپنے سینے سے لگالیا اور کفر کی وادیوں سے نکل کر دامن اسلام سے پیوستہ ہوگئے۔

محترم لیاقت علی صاحب نے بتایا کہ جب میں اور میرا چھوٹا بھائی ظہر علی صاحب نے قادیانیت ترک کر کے گلشن اسلام میں قدم رکھا تو میرے والد صاحب نے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کیں کہ یا اللہ میری راہنمائی فرما۔ ’’میں بھلی پے گیا ہاں‘‘ یعنی میں بھول گیا ہوں۔ میں صراط مستقیم سے اگر بھٹک گیا ہوں تو میری راہنمائی فرما۔ مجھے سیدھا راستہ دکھا۔ اگر میں قافلہ حق سے بچھڑ گیا ہوں تو مجھے قافلہ حق سے ملا دے۔ یا اللہ جدھر حق ہے مجھے ادھر کر دے۔ میں نے قادیانیت کو حق سمجھ کر قبول کیا تھا۔ اگر قادیانیت جہنم کا راستہ ہے تو مجھے بچالے۔ اللہ غفور الرحیم نے اپنا خاص فضل واحسان کیا جس نے کفر کے اندھیروں سے نکال کر محمد رسول اللہ a کی ابدی غلامی میں قبول کرلیا۔ پھر قبر کا ’’سوال وجواب‘‘ قبول اسلام کا سبب بنا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ قبر میں ’’رسول اور نبی‘‘ کے بارے میں جو سوال ہوگا اس کے جواب میں کیا کہو گے کہ محمد (a) اللہ کے رسول ہیں یا مرزا غلام احمد قادیانی رسول ہیں۔ تو محترم گل شیر صاحب نے جواب دیا کہ محمد رسول اللہ (a) جواب درست ہوگا۔ اسی جواب سے نجات ہوگی۔

لیاقت علی صاحب نے والد محترم سے پوچھا پھر مرزا قادیانی صاحب کو ماننے کا کیا فائدہ؟ نجات تو محمد رسول اللہ a کے ماننے میں ہے۔ آپ a کی پیروی میں ہے۔ یوم محشر میں شفاعت محمد رسول اللہ a فرمائیں گے۔ اگر آقا دو جہاں محمد a نے انکار کردیا تو کس کے پاس شفاعت کے لئے جاؤ گے۔ اسی لمحے رحیم وکریم خدا نے ان (گل شیر صاحب) کا سینہ کھول دیا۔ دل میں شمع اسلام روشن ہوئی۔ ترک قادیانیت کا اعلان کر کے ہمیشہ کے لئے حضور a کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرتے رہے۔ یا اللہ! مجھے معاف کر

دینا میں بھول گیا تھا۔ ایک بھولے بھٹکے مسافر کو تو نے راہ حق دکھائی۔ یا اللہ! میری خطائیں معاف فرما دینا۔ یا اللہ! تیرا شکر ہے جس نے جہنم سے نکال کر جنت کا مستحق بنادیا۔ اسی لئے محترم لیاقت علی صاحب نے مجھے فون پر بتایا کہ میرا چھوٹا بھائی باقر علی ابھی تک نعمت ایمان سے محروم ہے۔ حیات ونزول کے بارے وہ متردد ہے۔ (میرے پاس کتابیں تھیں) قادیانی کتب (روحانی خزائن) میرے پاس پہنچادیں۔ تاکہ اس کی تشفی کرائی جاسکے۔ بندہ اسی روز کتابیں لے کر پیلو وینس پہنچ گیا۔ محترم گل شیر صاحب کو مبارک باد دی۔ اتنے میں محترم باقر علی صاحب بمعہ احباب تشریف لائے۔ قرآن مجید کی آیت مبارکہ ''انی متوفیك ورافعك الیّ '' پر گفتگو شروع کی کہ توفی کا معنی کیا ہے؟ اور ساتھ ہی بتایا کہ ہمارے نزدیک توفی کا سوائے موت کے اور کوئی معنی نہیں۔ جواباً میں نے عرض کیا کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں بلکہ توفی کا حقیقی معنی کسی چیز کو پورا پورا لینا ہے۔ قرآن وحدیث اور کلام عرب میں جس جگہ بھی یہ لفظ مستعمل ہوا ہے۔ ہر جگہ توفی کا معنی استیفا اکمال اور اتمام ہی کے معنی لئے گئے ہیں۔ اگر کسی جگہ موت کے معنی مراد لئے گئے ہیں تو کنایۂ اور لزوماً مراد لئے گئے ہیں۔ استیفاء عمر اور اتمام عمر کے لئے موت لازم ہے۔ توفی عین موت نہیں۔ بلکہ موت تو توفی بمعنی اکمال عمر اور اتمام زندگی کا ایک ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ میت کے توفی کے معنی ہیں کہ اس کی مدت حیات کو پورا کرنا، ہاں تکریم کی غرض سے وصال، انتقال، رحلت، گزر گئے وغیرہ۔ موت کے لئے تعبیر کئے جاتے ہیں۔ حقیقی معنی ان الفاظ کے موت کے نہیں ہیں۔ اسی طرح بغرض تشریف وتکریم کسی کی موت کو توفی کے لفظ سے کنایۂ تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس سے احمق اور کم فہم سمجھ بیٹھے ہیں کہ توفی کے حقیقی معنی موت ہی ہیں۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے دعویٰ مسیحیت سے پہلے توفی کا معنی موت نہیں کیا۔ بلکہ ''انی متوفیك ورافعك الیّ '' کا ترجمہ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (براہین احمدیہ ص۵۲۰، خزائن ج۱ ص۶۲۰)

مرزاصاحب نے اپنے الہام کا خود ہی تکمیل نعمت ترجمہ کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہوسکتی ہے کہ توفی کا معنی ہر جگہ موت نہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بعض الفاظ کئی معنی دیتے ہیں اور ایسے الفاظ اپنے اپنے محل وقوع میں استعمال ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے توفی کا یہ معنی بھی کیا ہے۔

''پھر بعد اس کے یہ الہام ہے۔ ''یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ '' اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔''

(براہین احمدیہ ص۵۵۷، خزائن ج۱ ص۶۶۴،۶۶۵)

اور اپنی کتاب ''سراج منیر'' میں توفی کا معنی (یا عیسیٰ انی متوفیك) ''میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔'' کیا ہے۔ (سراج منیر ص۲۰، خزائن ج۱۲ ص۲۳ حاشیہ)

عجیب بات ہے کہ یہ آیت اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہو تو قادیانی اس کا ترجمہ ''ماردوں گا'' مستقل موت کرتے ہیں اور اگر یہ آیت مرزا قادیانی اپنے لئے استعمال کرے تو ترجمہ میں تجھے پوری نعمت دوں گا، اور میں تجھے کامل اجر بخشوں گا اور میں تجھے اس ذلیل اور لعنتی موت سے بچاؤں گا کرتا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس پر ضرور غور کریں کہ اگر توفی کا معنی موت ہی ہے تو مرزا قادیانی اس الہام کے بعد ۲۳،۲۴ سال کیوں زندہ

رہا۔اس پر کیوں موت وارد نہ ہوئی؟ مرزا صاحب نے دو پیمانے لینے کے اور، دینے کے اور، کیوں رکھے ہوئے ہیں۔کیا یہ علمی خیانت نہیں؟

''یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ''کا معنی ہوگا۔میں تمہاری عمر پوری کروں گا اور اس وقت تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا۔اگر توفی سے نوم (نیند) مراد لی جائے تو معنی ہوگا میں سلا کر تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا۔توفی کی حقیقت موت نہیں۔اس کے علاوہ کوئی اور شے ہے۔

موت کے وقت بھی توفی ہوتا ہے اور نیند میں بھی توفی ہوتا ہے۔موت میں جان اور روح کو پوری طرح قبضے میں لیا جاتا ہے اور نیند میں ہوش وادراک کو پوری طرح قبضے میں لیا جاتا ہے۔لہٰذا توفی موت کے علاوہ کوئی شے ہے۔توفی کا حقیقی معنی موت نہیں توفی کبھی موت کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔کبھی نیند کے ساتھ۔توفی موت کے وقت ہوتی ہے۔توفی عین موت نہیں ہے۔توفی کے معنی کسی شے کو پورا پورا لینے کے ہی رہے۔توفی کے متعلق میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ایک جگہ موت اور دوسری جگہ نیند کے ہیں۔اس آیت مبارکہ کا''یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الــیّ ''کا یہ مطلب ہوا کہ اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھاؤں گا اپنی طرف۔یعنی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پریشانی دور کرنے کے لئے فرمایا۔اے عیسیٰ تم گھبراؤ نہیں۔بے شک میں تم کو تمہارے ان دشمنوں سے بلکہ اس جہاں ہی سے پورا پورا لے لوں گا اور بجائے اس کے یہود تجھ کو پکڑ لے جائیں اور صلیب پر چڑھائیں میں تجھ کو اپنی پناہ میں لے لوں گا اور آسمان پر اٹھالوں گا کہ جہاں کوئی پکڑنے والا پہنچ ہی نہ سکے۔یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے اور حیات ونزول کا عقیدہ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک پوری امت کا ہے۔مسلمانوں کی جماعت میں کسی دو آدمیوں کا بھی اس میں اختلاف نہیں۔

محترم باقر علی صاحب نے پوچھا کہ کیا مرزا قادیانی ۵۲ سال تک مسلمانوں کے مشہور عقیدہ حیات ونزول کا قائل تھا؟ جواباً عرض کیا کہ مرزا قادیانی اپنی عمر کے ۵۲ سال تک حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر قائم رہا۔پھر انگریز کی شہ پر اس نے دعویٰ نبوت تک پہنچنے کی بھرپور منصوبہ بندی کی۔چنانچہ مسیح موعود کے طور پر اپنے لئے جگہ بنانے کے لئے اس نے کیا کیا پینترے بدلے۔جب کہ تمام امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے ہیں اور آخر زمانے (قرب قیامت) میں دوبارہ نازل ہوں گے۔۵۲ سال تک مرزا قادیانی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور آسمان سے دوبارہ زمین پر تشریف آوری کا قائل تھا۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:''هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله (الصف:۹)''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۹، خزائن ج۱ص۵۹۳)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:''عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم

للکافرین حصیرا (بنی اسرائیل:۸) ''خدا تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے۔ جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۰۵، خزائن ج۱ص۶۰۱،۶۰۲)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔''

(براہین احمدیہ ص۳۶۱، خزائن ج۱ص۴۳۱)

مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر موجود ہونا اور دوبارہ نازل ہونا قرآنی آیات سے ثابت کیا۔ جیسا کہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ مرزا قادیانی مزید لکھتے ہیں۔ ''اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانے میں آنے کی قرآن شریف میں پیش گوئی موجود ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۷۵، خزائن ج۳ص۴۶۴)

مزید لکھتے ہیں کہ: ''مسیح ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خداتعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی۔ اس لئے جو بات ان کی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۵۵۷، خزائن ج۳ص۴۰۰)

مزید لکھتے ہیں کہ: ''یہ خبر مسیح موعود (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آ رہی ہے۔ صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہیں ہوں گی۔'' (شہادت القرآن ص۲، خزائن ج۶ص۲۹۸)

مزید لکھتے ہیں کہ: ''والنزول ایضا حق نظر اعلیٰ تواتر الاثار وقد ثبت من طرق فی الاخبار ''اور نازل ہونا عیسیٰ ابن مریم کا بسبب متواتر احادیث صحیحہ کے بالکل حق ہے اور یہ امر احادیث میں مختلف طریقوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ (انجام آتھم ص۱۵۸، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

مرزا قادیانی متواترات سے انکار گویا اسلام کا انکار لکھتے ہیں۔ مسیح موعود کے آنے کی خبر کو تواتر کا اوّل درجہ دیتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے متعلقہ احادیث کا جھوٹ ہونا ناممکن کہتے ہیں۔ قرآن

وحدیث سے حیات ونزول کو بھرپور ثابت کرتے ہیں۔ پھر اچانک قرآن وحدیث کے خلاف الہام ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ (شہادت القرآن ص۲، خزائن ج۶ ص۲۹۸) کی عبارت کو بھول جاتے ہیں کہ مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی ابتداء سے مسلمانوں کے رگ وریشہ میں داخل ہے۔ یہ پیش گوئی ابتداء سے چلی آرہی۔ پہلی صدی میں بھی مسلمانوں کا یہی عقیدہ تھا اور یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ شہادت القرآن میں لکھا تھا کہ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آنے والا شخص عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ شہادت القرآن کی عبارت باقر علی صاحب کو پڑھ کر سنائی۔

''سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشین گوئی موجود ہے۔ بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے۔ جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا اور یہ پیش گوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے۔'' (شہادت القرآن ص۲، خزائن ج۶ ص۲۹۸)

مرزا قادیانی یہ بھی لکھتا ہے: ''وان اللّٰہ لا یترکنی علی خطا طرفۃ عین ویعصمنی من کل حین ویحفظنی من سبل الشیاطین'' اور اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے میری حفاظت کرتا ہے۔

(نور الحق ص۸۶، خزائن ج۸ ص۲۷۲)

مرزا قادیانی (حمامۃ البشریٰ ص۲۷، خزائن ج۷ ص۲۸۵) پر لکھتے ہیں کہ: ''میں نے کسی کتاب میں بھی کوئی چیز قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف نہیں لکھی۔'' اور (حقیقت الوحی) میں یہ بھی لکھا ہے: ''اور بباعث نہایت درجہ فنا فی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو، تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اس کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۶، خزائن ج۲۲ ص۱۸) مزید لکھتا ہے: ''وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور علمی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔'' (ایام صلح ص۸۷، خزائن ج۱۴ ص۳۲۳)

حیات نو کیپسول
ضائع شدہ توانائی کو بحال کرنے کیلئے
New Gin-X ہربل
نیو گیسٹوسن
ساہیوال پھکی، جدید حب سلیمانی
السعید
ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی
دیپالپور بازار ساہیوال
Mob:0321-6950003
E-mail:saeedherbal@gmail.com

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... ادارہ!

احسن المسائل ،شرح کنز الدقائق: تحقیق: لجنۃ العلماء مدرسہ احسان القرآن والعلوم النبویہ

لاہور: صفحات: جلد اول ۲۵۴: صفحات: جلد دوم: ۲۸۲: ناشر و ملنے کا پتہ: مدرسہ احسان القرآن شارع امیر معاویہ ریواز گارڈن لاہور!

فقہ حنفی کی شہرہ آفاق کتاب کنز الدقائق سے کون اہل علم واقف نہ ہوگا۔ عرصہ سے درس نظامی اور وفاق المدارس کے نصاب میں شریک درس ہے۔ اس کے مصنف علامہ ابوالبرکات عبداللہ محمود نسفی تھے۔ مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی (م ۱۸۹۴ء) نے اس پر احسن المسائل کے نام سے حاشیہ لکھا۔ آج سے سو اصدی قبل کا لکھا ہوا حاشیہ ہزار سود مند ہونے کے باوجود تسہیل طلب تھا۔ پھر یہ کتاب ہر دارالافتاء کی ضرورت ہے۔ فتویٰ دیتے ہوئے ہر مفتی اس کی طرف رجوع کا محتاج ہے۔ لیکن اس میں راجح یا مفتی بہ قول کی تعیین نو آموز مفتی صاحبان کے لئے توجہ طلب امر تھا۔ ہمارے مخدوم حضرت حافظ محمد صغیر صاحب نے دعا فرمائی۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد انیس مظاہری نے کمر ہمت باندھی۔ علماء و مدرسین کی جماعت شریک سعادت ہوئی۔ متن، ترجمہ، فائدہ، حل لغات چمکتے دمکتے موتیوں کی طرح کنز الدقائق کے متن کے ایک ایک لفظ کو مینارہ نور بنا دیا گیا ہے۔ کنز الدقائق کی شروح وحواشی کی فہرست کتاب کے مقدمہ میں درج کر دی گئی ہے۔ لیکن زیر نظر کتاب سب شروح وحواشی سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ ہر استاد وطالب علم، دارالافتاء و مفتی اس کی طرف مراجعت کے بغیر آگے نہیں گزر سکتا۔ عظیم شاہکار علمی تحفہ ہے۔

التقریر الرفیع لمشکوٰۃ المصابیح: تالیف: ریحانۃ الہند شیخ الحدیث محمد زکریا

کاندھلوی: تحقیق و تعلیق: مولانا رضوان اللہ نعمانی بناری: صفحات جلد: اول ۴۱۲: جلد ثانی ۴۲۸: جلد ثالث ۴۱۴: تین جلدوں پر مشتمل سیٹ: قیمت درج نہیں: ناشر: مدرسہ احسان القرآن والعلوم النبویہ ریواز گارڈن لاہور!

اہل علم جانتے ہیں کتاب المصابیح علامہ محی السنۃ امام ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد الفراء البغوی کی تالیف ہے۔ لیکن آپ نے نقل احادیث میں راوی صحابہ کرامؓ کے اسماء اور پھر حدیث کے حوالہ سے اصل کتاب (مخرج) کا بھی ذکر نہ فرمایا تو علامہ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی اٹھے۔ انہوں نے حضرت محی السنۃ کی جمع کردہ روایات سے مخرج اور راوی صحابہ کرام کے ذکر مبارک کے ساتھ اس کی تکمیل فرمائی اور اکثر فصل ثالث کا اضافہ کیا۔ کتاب المصابیح لامام محی السنۃ میں روایات کی تعداد ۴۴۳۴ تھی۔ صاحب مشکوٰۃ حضرت خطیب تبریزی نے ۱۵۱۱ احادیث کا اضافہ کیا۔ اب کل ۵۹۴۵ کل احادیث کی تعداد ہوگئی۔ مشکوٰۃ المصابیح درس نظامی اور نصاب وفاق کا حصہ ہے۔ دورہ حدیث کے سال سے پہلے مشکوٰۃ المصابیح پڑھائی جاتی ہے۔ پھر یہ صرف صحاح ستہ نہیں بلکہ بہت

ساری کتابوں سے احادیث کا انتخاب کرکے ایسا گلدستہ احادیث تیار کیا گیا ہے۔جس سے امت برابر فائدہ اٹھا رہی ہے۔مشکوٰۃ شریف پڑھانے پر زور لگایا جاتا ہے۔احادیث کے مباحث اور فقہی جزئیات میں بہت تیاری کرائی جاتی ہے۔اس لئے کہ دورہ حدیث میں احادیث کے مباحث کو سمجھنے کے لئے مشکوٰۃ شریف کی بھرپور تیاری کے ساتھ خواندگی ضروری ہے۔

ہمارے جنوبی پنجاب میں حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتانی حضرت مولانا نذیر احمد فیصل آبادی، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ العالی کا مشکوٰۃ پڑھانا خاصہ مشہور ومعروف تھا۔طالبعلم کشاں کشاں ان حضرات کے ہاں درس مشکوٰۃ کے لئے حاضر ہوتے اور پھر ان حضرات کی کاپیوں کی نقل درنقل کا سلسلہ چلتا۔اب بھلا توجہ فرمایئے کہ درس ہو مشکوٰۃ شریف کا،استاذ ہوں شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ،تو کیا کیفیت ہوگی؟ حضرت شیخ الحدیثؒ نے مشکوٰۃ شریف کے اردو میں تشریحی نوٹ لکھے۔برابر پڑھانے کے دوران عربی میں بھی نوٹس اور شرح کا کام چلتا رہا۔آپ کے وصال کے بعد جامعہ مظاہر العلوم کے ایک فاضل مولانا نعمانی بناری کو تخصص فی الحدیث کے لئے یہ کام دیا گیا ہے۔مولانا شاہد سہارن پوری نے نگرانی فرمائی۔مشکوٰۃ شریف کی حدیث کا نمبر اور پھر اس متعلقہ نمبر کی حدیث سے جس جملہ کی تشریح کی گئی۔وہ جملہ نقل کرکے آگے توضیح وتشریح خوبصورت اور سلیقہ سے اس علمی خزانہ کی تربیت قائم کی گئی تو عربی میں التقریر الرفیع لمشکوٰۃ المصابیح نامی کتاب ۳ جلدوں پر مشتمل حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کی شرح مشکوٰۃ شریف تیار ہوگئی۔پہلے ہندوستان میں چھپی۔اب حضرت حافظ صغیر احمد صاحب کے حکم پر حضرت مولانا انیس احمد مظاہری نے اپنے مدرسہ کی جانب سے علوم حضرت شیخ الحدیث کا دسترخوان پاکستان میں بھی سجادیا۔ایک اچھی کتاب کی اچھی طباعت کے لئے جن چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔وہ سب اس ایڈیشن میں موجود ہیں۔حاصل کریں اور استفادہ کے لئے آگے بڑھیں۔اللہ تعالیٰ توفیق دیں۔آمین!

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی آہ وزاری کے پراثر واقعات: صفحات:۳۲۰:قیمت: درج نہیں:ملنے کا پتہ:ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان!

کتاب کے نام سے موضوع کی اہمیت واضح ہے اور پھر کتاب میں عارف باللہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ،حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ،حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی تصنیفات سے اس موضوع پر مواد جمع کیا گیا ہے۔جو لائق تحسین ہے۔

سکون دل کے سو نسخے: افادات:حکیم الامت حضرت تھانویؒ،حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفیؒ،حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی:صفحات:۳۵۲:قیمت:درج نہیں:ملنے کا پتہ:ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان!

ہمارے بھائی مولانا محمد اسحق ملتانی نے اس کتاب میں سکون دل کے سو نسخے لکھے ہیں۔ایک ایک نسخہ اپنے اندر سکون دل کا مکمل علاج رکھتا ہے۔ہزاروں صفحات سے کمال عرق ریزی سے اس عنوان پر خوبصورت مرقع جمع کردیا ہے۔پڑھنے کے قابل ہے اور واقعی بہت ہی کمال کا علمی خزانہ ہے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۲۸؍فروری ۲۰۱۳ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں حضرت امیر مرکزیہ، حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی پشاور، حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد خانقاہ سراجیہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف اسلام آباد، حضرت مفتی خالد محمود کراچی، حضرت مولانا نورالحق نور پشاور، حضرت مولانا انوارالحق حقانی کوئٹہ، حضرت مولانا عبدالواحد کوئٹہ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن لاہور، حضرت قاری محمد یٰسین فیصل آباد، حضرت حاجی سیف الرحمٰن بہاولپور، حضرت حاجی فیض احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، حضرت میاں خان محمد سرگانہ، حضرت حاجی اشتیاق احمد جھنگ، حضرت حافظ محمد یوسف عثمانی گوجرانوالہ، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، حضرت مولانا قاضی احسان احمد کراچی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یارخان، حضرت مولانا اللہ وسایا اور دیگر نے شرکت کی۔ اجلاس میں سال گزشتہ کے شوریٰ کے فیصلوں کی توثیق کی گئی۔ مجلس کے مدارس، مساجد، شعبہ تبلیغ، شعبہ نشرواشاعت، شعبہ تعمیرات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور اہم فیصلہ جات کئے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ انٹرنیٹ کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی جو حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی پشاور، حضرت مولانا مفتی خالد محمود، مولانا مفتی راشد مدنی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی پر مشتمل ہے۔ اس کا بعد از عصر اجلاس ہوا۔

ختم نبوت کانفرنسوں کا مبارک سلسلہ

الحمدللہ! یوں تو پورے ملک بھر میں کوئی ایسا دن نہیں جاتا جہاں کہیں نہ کہیں ختم نبوت کانفرنس منعقد نہ ہوئی ہو۔ لیکن فروری، مارچ، اپریل، مئی، جون کے پانچ ماہ میں خصوصیت اور اہتمام کے ساتھ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

۱۲؍مارچ......ختم نبوت کانفرنس اٹک   ۱۹؍مارچ......ختم نبوت کانفرنس خانیوال

۲۳؍مارچ......ختم نبوت کانفرنس ہری پور   ۲۶؍مارچ......ختم نبوت کانفرنسیں ضلع رحیم یارخان

۲۷؍مارچ......ختم نبوت کانفرنسیں ضلع رحیم یارخان

اور ۲۷؍اپریل کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ میں منعقد ہوگی۔ جماعتی احباب ان کانفرنسوں کی کامیابی کے لئے اللہ رب العزت کے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابیوں سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

خاتم النبیینؐ میڈیکل کمپلیکس سرگودھا کی تعمیر میں حصہ لیجئے!!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب، خوب صاحب عزیمت انسان ہیں۔ آپ نے سرگودھا میں اپنی ذاتی جدوجہد سے کئی مساجد تعمیر کرائی ہیں۔ خوبی یہ ہے کہ جو کار خیر شروع کرتے ہیں سب سے پہلے جو پاس ہو وہ خرچ کرتے ہیں۔ پھر بعد میں دوستوں کو متوجہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس کام کو شروع کرتے ہیں، اللہ رب العزت پورا کر دیتے ہیں۔ اس وقت آپ نے خاتم النبیین میڈیکل کمپلیکس سرگودھا جناح کالونی میں شروع کرا رکھا ہے۔ ایک کنال اراضی پر وسیع وعریض عمارت کی گراؤنڈ فلور کے ۲۵ کمروں پر چھت پڑ گئی ہیں۔ دوسری منزل پر کام جاری ہے۔ آپ نے اسے ایک خیراتی ادارہ کے طور پر محض رفاہ عامہ کے لئے قائم کیا ہے۔ اس وقت شہر کے تاجر و ڈاکٹرز حضرات نے بھرپور توجہ سے اس کار خیر کا خیر مقدم کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اسے جلدی سے جلدی مکمل کرانے کے اسباب پیدا فرمادیں۔ اس موقع پر تمام بہی خواہاں، دردمند، اسلامیان وطن اور مجلس کے تمام رفقاء سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس کار خیر کے عظیم منصوبہ کی تکمیل کے لئے بھرپور اعانت فرمائیں۔ شکریہ!

رابطہ کے لئے: (مولانا) محمد اکرم طوفانی، دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، لکڑ منڈی سرگودھا

ٹیلیفون نمبر: (048) 3710474 موبائل نمبر 0321 9601521

0300 9606593

دعاگو!

(حضرت مولانا) عبدالمجید صاحب لدھیانوی امیر مرکزیہ

(حضرت مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ

خاتم النبیینؐ میڈیکل کمپلیکس سرگودھا کی تعمیر میں حصہ لیجئے!!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب، خوب صاحب عزیمت انسان ہیں۔ آپ نے سرگودھا میں اپنی ذاتی جدوجہد سے کئی مساجد تعمیر کرائی ہیں۔ خوبی یہ ہے کہ جو کار خیر شروع کرتے ہیں سب سے پہلے جو پاس ہو وہ خرچ کرتے ہیں۔ پھر بعد میں دوستوں کو متوجہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس کام کو شروع کرتے ہیں، اللہ رب العزت پورا کر دیتے ہیں۔ اس وقت آپ نے خاتم النبیین میڈیکل کمپلیکس سرگودھا جناح کالونی میں شروع کرا رکھا ہے۔ ایک کنال اراضی پر وسیع وعریض عمارت کی گراؤنڈ فلور کے ۲۵ کمروں پر چھت پڑ گئی ہیں۔ دوسری منزل پر کام جاری ہے۔ آپ نے اسے ایک خیراتی ادارہ کے طور پر محض رفاہ عامہ کے لئے قائم کیا ہے۔ اس وقت شہر کے تاجر و ڈاکٹرز حضرات نے بھرپور توجہ سے اس کار خیر کا خیر مقدم کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اسے جلدی سے جلدی مکمل کرانے کے اسباب پیدا فرما دیں۔

اس موقع پر تمام ہی خواہاں، و دردمند، اسلامیان وطن اور مجلس کے تمام رفقاء سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس کار خیر کے عظیم منصوبہ کی تکمیل کے لئے بھرپور اعانت فرمائیں۔ شکریہ!

دعاگو!

(حضرت مولانا) عبدالمجید صاحب لدھیانوی امیر مرکزیہ

(حضرت مولانا) عزیز الرحمن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ

رابطہ کے لئے

(مولانا) محمد اکرم طوفانی، دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، لکڑ منڈی سرگودھا

ٹیلیفون نمبر: 3710474 (048) موبائل نمبر: 0321 9601521 0300 9606593

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

ختم نبوت زندہ باد

بفیضان نظر

فرمائے پیچارگی لا نبی بعدی

بفیضان نظر

خواجہ خان محمد صاحب

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر

گوجرانوالہ

حضرت سید نفیس الحسینی صاحب

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین

تاریخی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

منی اسٹیڈیم شیخوپورہ روڈ گوجرانوالہ

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

27 اپریل 2013 بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب

حکیم العصر محدث دوراں ولی کامل مخدوم العلماء

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

یادگار اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب دامت برکاتہم

مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا ولی ابن ولی صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملک کے جید علماء، مشائخ، عظام اور مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ

0300-4304277
0300-7465445
0302-5152173
055-4215663